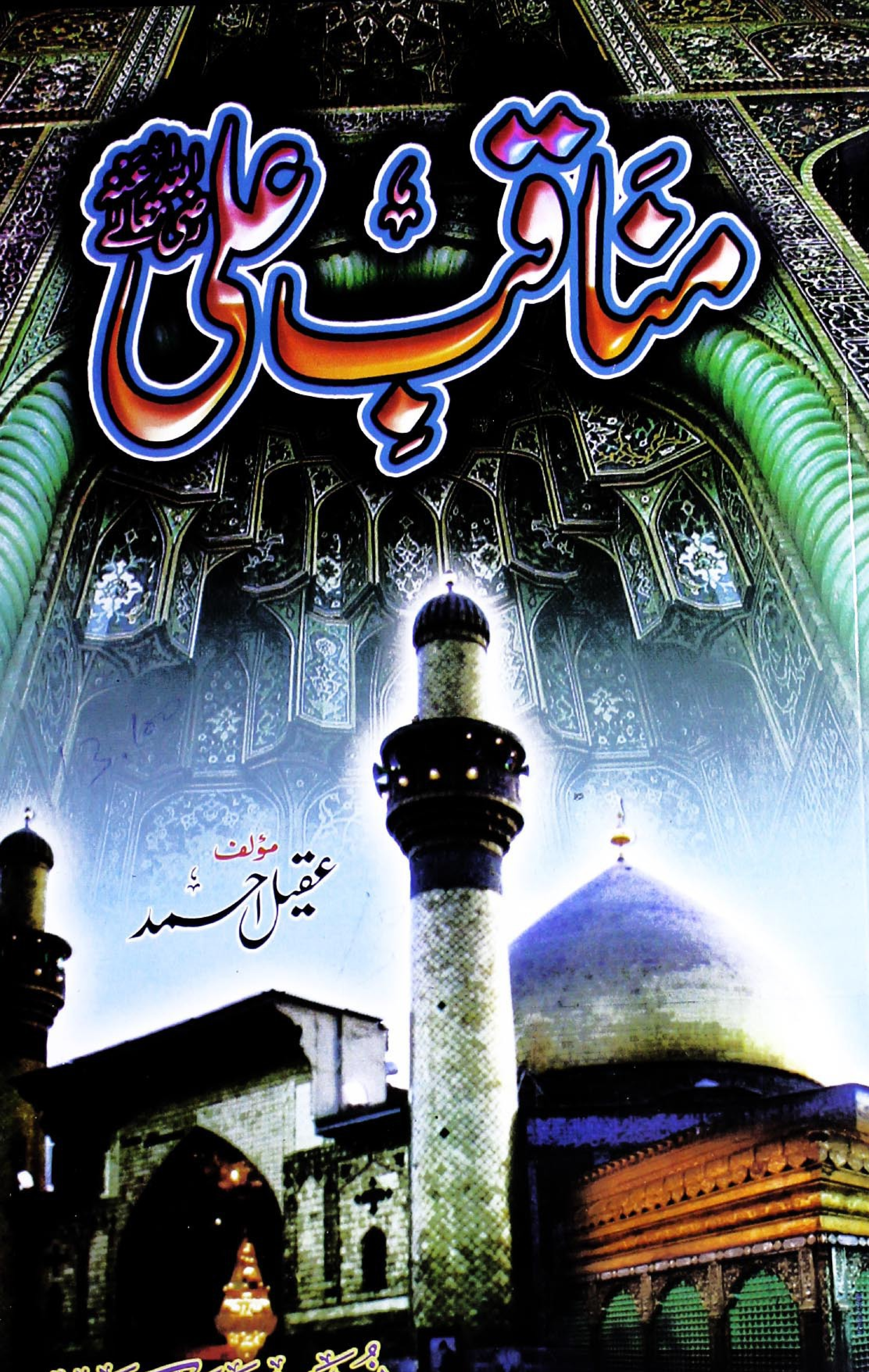

مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مؤلف
عقیل احمد

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

Marfat.com

مناقبِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مؤلف

عقیل احمد

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

۱۱۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

Marfat.com

تزئین واہتمام

سیّد شجاعت رسول شاہ قادری

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

85129

نام کتاب -------- مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مؤلف -------- عقیل احمد

تعداد صفحات -------- 80

باراوّل -------- مارچ 2003ء

مطبع -------- اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ناشر -------- نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور

کمپوزنگ -------- محمد حسین 0300-9414815

ہدیہ -------- ۵۰ روپے

ملنے کا پتہ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

گنج بخش روڈ، لاہور فون: 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ-A فیصل آباد فون: 626046

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	تقاریظ	۷
۲	منقبت	۹
۳	اپنی بات	۱۱
۴	محبان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون؟	۱۳
۵	تعارف و مقام	۱۵
۶	شجاعت و بہادری	۲۲
۷	علم و فضل	۲۷
۸	خلافت	۳۹
۹	کرامات	۴۳
۱۰	جودوسخاء	۵۰
۱۱	حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خلفائے ثلاثہ	۵۴
۱۲	حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۶۰
۱۳	شہادت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۵
۱۴	اقوال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۹
۱۵	منقبت حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷۳
۱۶	علم و فضل	۷۴
۱۷	محبان علی کون	۷۷

Marfat.com

Marfat.com

تقریظ نمبر ۱

پیر طریقت رہبر شریعت جانشین گنج کرم حضرت پیر سیّد میر طیب علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ کرمانوالہ شریف (اوکاڑہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

عزیزی! عقیل احمد کی کتاب مناقب علی رضی اللہ عنہ کو بعض مقامات سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اہلسنت کے مؤقف کی مؤیّد پایا۔ تذکار علی کرم اللہ وجہہ الکریم پڑھ کر قلبی مسرت ہوئی۔ جہاں تک کتاب کی فنی اور ادبی حیثیت کا تعلق ہے تو یہ تو ایک نقاد ہی بیان کر سکتا ہے۔ فن اور ادب خواہ کتنے ہی باکمال کیوں نہ ہوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دَر کے دریوزہ گر ہی تو ہیں اور سچی بات تو یہ ہے کہ جہاں آپ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی آ جائے وہاں دل و نگاہ جھک جاتے ہیں۔ اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات پر لکھنے والوں نے اپنے تئیں بہت کچھ لکھا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں ایسی شخصیت جن کی شان میں آیات قرآنی کا نزول ہو۔ جنہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم دنیا و آخرۃ میں اپنا بھائی فرمائیں اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل کی اصل ہوں ان کے متعلق کوئی کیا لکھ سکتا ہے۔ بہرحال اظہار عقیدت و محبت کیا جا سکتا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم اس کتاب کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم پاک کی برکت سے اپنی بارگاہ میں شرفِ مقبولیت بخشے اور مؤلف کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علمی فیضان سے حصہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

میر طیب

Marfat.com

تقریظ نمبر۲

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خاں رضوی وصدر مدرس جامعہ حنفیہ اشرف المدارس اوکاڑہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْد

عزیز مکرم جناب عقیل احمد صاحب نے خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مناقب پر ایک مختصر کتاب تصنیف فرمائی ہے آپ ایک دینی مذہبی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں نوجوانی میں اچھے خیالات رکھنے کے حامل اور دین سے خصوصی محبت رکھنے والے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں اختصار اور آداب و جامعیت کو ملحوظ رکھا گیا ہے اگر چہ بہت کچھ لکھ دیا ہے لیکن بہت کچھ باقی بھی ہے۔ پڑھنے والے یقیناً حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کر سکیں گے۔ اس کتاب کو مسلک اہل سنت و جماعت کے پیش نظر رکھ کر تحریر کیا گیا ہے۔

احقاق حق کی سعی جمیل کی گئی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ صاحب تصنیف کو دین و دنیا کی برکات سے بہرہ ور فرمائے اور مزید دین متین کی صحیح خدمت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

امین یارب العالمین

احمد یار غفرلہٗ

اشرف المدارس اوکاڑہ

Marfat.com

منقبت

عطا علیؓ کو لقب بوتراب ہوتا ہے
علیؓ کے چہرے کو تکنا ثواب ہوتا ہے

جہاں پہ ذکر شہ بو ترابؓ ہوتا ہے
وہاں پر سانس بھی لینا ثواب ہوتا ہے

علیؓ وہ ہیں کہ دنیا میں آنکھ کھلتے ہی
انہیں دیدارِ رسالت مآب ہوتا ہے

علیؓ سے میں ہوں اور مجھ سے ہیں جناب علیؓ
محبتوں کا بیاں یوں نصاب ہوتا ہے

ہے جس کا مولیٰ نبی ہے اسی کا مولیٰ علیؓ
غدیرِ خُم پہ نبی کا خطاب ہوتا ہے

اُسی پہ حکمت و دانش ہے آج تک نازاں
جو شہر علم نبوت کا باب ہوتا ہے

علیؓ کے بازوئے خیبر شکن کی طاقت سے
ذلیل مرحب و عنتر شتاب ہوتا ہے

Marfat.com

علیؓ کے نام کی ہیبت سے ہر زمانے میں
سپاہ کفر کا خانہ خراب ہوتا ہے

کوئی ہے دانا ولیؓ اور کوئی ہے مہر علیؓ
علیؓ کے در کا گدا لاجواب ہوتا ہے

علیؓ کے نقش قدم سے اصول بنتے ہیں
علیؓ کے تن کا پسینہ گلاب ہوتا ہے

خدا کے گھر میں ہی اس کو ملی ردائے شہید
خدا کے گھر میں جو پیدا جناب ہوتا ہے

جو دل میں اشرؔفی حب علیؓ بساتے ہیں
خدا کا اُن پہ کرم بے حساب ہوتا ہے

پروفیسر راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی
صدر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ ایف سی کالج لاہور

Marfat.com

اپنی بات

امام الاتقیاء سیّد الاصفیاء مرکزِ ولایت جناب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذات وصفات کے بارے میں لکھنے کا شوق ہوا تو کافی کتب کا مطالعہ کیا جن میں سے کچھ نے بہت طولت سے کام لیا اور بعض نے آپ کی ذات کے کئی پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا جس سے حقیقت واضح نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود کافی کتب میں میانہ روی سے کام لیا گیا زیرِ نظر کتاب ''مناقب علیؓ ''میں حقائق بیان کرنے کی سعی کی گئی ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ پڑھنے والوں کو معلومات حاصل ہوں۔ آپؓ کے بارے میں صرف وہی بات کی گئی ہے جو اقوال رسولؐ مقبول یا ارشادات صحابہ کرامؓ اور ملفوظات سلف صالحین پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ آپؓ کی ذات پاک کے کچھ ایسے پہلوؤں پر بھی بات کی گئی ہے جن کو اکثر کتب میں نظر انداز کیا گیا۔ ولادت سے شہادت تک دامن مصطفیٰؐ سے وابستگی کا جو انداز آپؓ کا تھا اور جس جانثاری کا آپؓ نے ہر قدم پر حضور اکرمؐ کے ساتھ مظاہرہ کیا اور پھر حضورؐ نے جن القابات اور عنایات سے آپؓ کو نوازا اس کے بارے میں مکمل طور پر تو نہیں لیکن بہت کچھ اس تالیف میں نظر آئے گا اور ہوسکتا ہے کہ قارئین کی حضرت علیؓ کے بارے میں معلومات مزید بڑھ جائیں اور وہ حقانیت سے بھی آگاہ ہو جائیں ایک اور بات کہتا جاؤں کہ کہاں میں ناچیز اور کہاں ذکر علیؓ بس بات بنی ہوئی ہے کے مصداق کچھ تحریر کر دیا ہے تا کہ محبان علیؓ میں نام آجائے اور رسولؐ اللہ کے قرابت داروں کی قربت اللہ تعالیٰ میسر فرما دے آخر میں میں اپنے استاذِ محترم شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خاں رضوی دامت برکاتہم کا از حد مشکور ہوں جنہوں نے نہایت مہربانی فرماتے ہوئے ایک ایک لفظ کو غور سے

Marfat.com

دیکھا اور رہنمائی فرمائی اور اپنے رفیقِ مکرم جناب انوار اللہ صاحب ایم۔ اے اسلامیات (مفتی کرمانوالہ شریف) کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے اس تالیف کے سلسلہ میں مشاورت مہیا فرمائی۔ حق تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو دامنِ مصطفیٰ اور وابستگانِ مصطفیٰ سے منسلک ہو کر ان کی صحبت اور اطاعت عطا فرمائے۔

آمین

خدایا بحقِ بنی فاطمہ
کہ بر قولِ ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامانِ آلِ رسولؐ

طالبِ دعا
عقیل احمد

Marfat.com

محبانِ علیؓ کون

وہ شخص بہت ہی جاہل ہے جو اہل سنت و جماعت کو حضرت علیؓ کے محبان سے نہ جانتا ہو اور حضرت علیؓ کی محبت کو شیعوں کے ساتھ مخصوص رکھتا ہو۔ حضرت علیؓ کی محبت شعیت نہیں ہے خلفا ثلاثہ کی شان میں تبّرا بازی رفض ہے اور صحابہ کرام سے بیزاری مذموم و قابلِ ملامت ہے امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

لَوْ کَانَ رِفْضًا حُبَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ
فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضٌ
(رفضًا)

(اگر آل محمد سے محبت رکھنا رفض ہے تو جن وانس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں)

یعنی الِ محمدؐ کی محبت رفض نہیں جیسا کہ لوگوں کا گمان ہے اور اگر ویسی محبت کا نام رفض ہے تو پھر اس طرح کا رفض مذموم نہیں ہے اس لیے رفض (مذموم) دوسروں کی تبّرا بازی کی راہ سے آتا ہے نہ کہ اہل بیت کی محبت کی راہ سے پس رسول اکرمؐ کے محب اہل سنت ہیں اور فی الحقیقت اہل بیت کے محبّ بھی یہی لوگ ہیں۔ شیعہ جو رسول اکرمؐ کی محبت کا دعوٰی کرتے ہیں اور اپنے اپ کو اہل بیت کا محبّ تصور کرتے ہیں اگر اہل بیت کی محبت پر ہی اکتفا کریں اور دوسرے صحابہ سے بیزاری کا اظہار نہ کریں اور تمام اصحاب رسولؐ کی تعظیم وتوقیر کریں تو یہ درست ہے اور صحابہ کرامؓ کے باہمی اختلافات و تنازعات کو اچھے معانی پر محمول کریں تو اہل سنت میں داخل ہیں اور روافض وخوارج سے باہر ہیں کیونکہ اہل بیت سے محبت نہ رکھنا خروج یعنی خارجی بنتا ہے اور صحابہ سے بیزاری رفض ہے اور تمام صحابہ کرامؓ کی تعظیم وتوقیر کے ساتھ اہل بیت سے محبت رکھنا سنّیت ہے مختصر یہ کہ رفض وخروج کی بنا اصحاب رسول[1] سے بغض رکھنے پر ہے اور سنّیت کی بنا اصحاب رسولؐ[2] سے محبت پر صاحب انصاف عقلمند ہرگز بغض صحابہ کو ان کی حب پر ترجیح

[1] اور اہل بیت [2] ایضاً

Marfat.com

نہیں دے سکتا اور پیغمبر اسلام سے دوستی کی وجہ سے سب کو دوست رکھے گا حضور اکرم نے فرمایا ہے جو شخص میرے صحابہ کرام سے محبت رکھتا ہے وہ دراصل مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے محبت رکھتا ہے اور جو اُن سے بغض وعداوت رکھتا ہے وہ دراصل مجھ سے بغض وعداوت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔ (الحدیث)

اہل بیت کی محبت اہل سنت کا سرمایہ ہے مخالفینِ اہل سنت اس حقیقت سے بے خبر ہیں اور اس متوسط ومعتدل محبت سے جاہل ہیں انہوں نے خود ہی جانب افراط اختیار کی ہے پھر اس افراط کے ماوراء تفریط گمان کرتے ہوئے خروج کا حکم دے دیا ہے اور اسے خوارج کا مذہب قرار دے دیا ہے انہوں نے یہ نہ جانا کے افراط وتفریط کے درمیان ایک حد وسط ہے جو مرکز حق اور جائے صدق ہے اور یہ اہل سنت ہی کا حصہ قرار پاچکا ہے یہ افراطِ محبت ہی کا نتیجہ ہے کہ خلفا ثلثہ سے بیزاری ونفرت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کی شرط قرار دیتے ہیں۔ انصاف کرنا چاہیئے کہ یہ کیا محبت ہے جس کے حصول کی شرط آپ کے جانشینوں سے بیزاری ہو اور اصحاب خیر البشر کو دشنام طرازی اور ان پر لعن طعن ہو اہل سنت کا یہی گناہ ہے کہ وہ اہل بیت کی محبت کے ساتھ ساتھ سرور کائنات کے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم وتوقیر بھی بجالاتے ہیں اور صحابہ کرام میں سے کسی کو بھی ان کی باہمی مخالفتوں اور تنازعات کے باوجود بُرائی سے یاد نہیں کرتے حق والے کو حق پر تسلیم کرتے ہیں اور لغزش کو لغزش پر کہتے ہیں لیکن اس کی لغزش کو ہوا وہوس سے دور رکھتے ہیں اور فکر واجتہاد کے سپرد کرتے ہیں روافض اہل سنت سے اس وقت خوش ہوں گے جبکہ اہل سنت بھی ان کی طرح دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیاری دکھائیں اور ان اکابرین سے بدگمان ہو جائیں جس طرح خوارج کی خوشنودی اہل بیت سے عداوت اور آل محمد سے بغض رکھنے سے وابستہ ہے اے ہمارے پروردگار ہمیں ہدایت عطا فرمانے کے بعد ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما بے شک تو ہی بہت عطا فرمانے والا ہے۔

(مکتوباتِ امامِ ربانی مکتوب نمبر ۳۶ صفحہ 1019)

Marfat.com

تعارف ومقام

خلیفہ چہارم خلیفہ برحق وزوج بتول حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے لقب اسد اللہ وحیدر ومرتضٰی ہے نام گرامی علی ہے آپ حضور اقدسؐ کے چچا ابوطالب کے فرزند ہیں عام الفیل کے تیس برس بعد جب کہ حضور اکرمؐ کی عمر مبارک تیس برس تھی جمعہ کے دن حضرت علیؓ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد ہے۔ نجیب الطرفین ہاشمی تھے آپ نے اپنے بچپن ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا اور حضور اکرمؐ کے زیر تربیت ہر وقت آپؐ کی امداد و نصرت میں لگے رہتے تھے آپ مہاجرین اوّلین اور عشرہ مبشرہ میں اپنے بعض خصوصی درجات کے لحاظ سے بہت زیادہ ممتاز تھے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد انصار ومہاجرین نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی آپ کی خلافت چار سال آٹھ ماہ نو دن ہے۔ (تاریخ الخلفاء وازالۃ الخفاء)

حلیہ مبارک:

قد میانہ رنگ گندم گوں آنکھیں بڑی بڑی چہرہ پُر رونق وخوبصورت سینہ چوڑا اور اس پر بال تھے تمام بدن گٹھا ہوا پیٹ بڑا اور نکلا ہوا سر میں بال نہ تھے ریش مبارک بڑی اور اتنی چوڑی تھی کہ ایک مونڈھے سے دوسرے مونڈھے تک پھیلی تھی آخر میں بال بالکل سفید ہوگئے تھے۔

ازواج واولاد:

۲ ہجری میں سیّدہ النساء جنت حضرت فاطمہؓ سے آپ کا نکاح ہوا نکاح کے وقت اپ کی عمر مبارک چوبیس (۲۴) سال اور حضرت فاطمہؓ کی عمر پندرہ یا سترہ برس تھی۔

Marfat.com

خاتون جنت جب تک حیات رہیں آپ نے نکاح ثانی نہ فرمایا جب سیّدہ دنیا سے تشریف لے گئیں تو بعد میں آپ نے متعدد شادیاں کیں اور ان سے کثرت کے ساتھ اولادیں ہوئیں آپ کے چودہ (۱۴) لڑکے اور سترہ (۱۷) لڑکیاں تھیں ان میں سے امام حسنؓ، امام حسینؓ، محمد بن حنفیہؒ اور عمرؓ سے آپ کا سلسلۂ نسل جاری رہا۔

مقام:

جناب علیؓ کے مقام کے بارے میں احادیث میں کثیر روایات موجود ہیں کہ آپ کا اُمت محمدیہ میں کیا مقام ہے جب رسول اکرمؐ کو آپ سے کس قدر محبت تھی اور بارگاہ خدا میں آپ کا کیا رُتبہ ہے اس باب میں چند احادیث قارئین کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ وہ مقام علی سے آگاہ ہو سکیں۔

حدیث نمبر ۱:

عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔

ترجمہ: حضرت زید بن ارقمؓ سے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔ (ترمذی۔احمد)

مولا کے معنی ہیں دوست مددگار وغیرہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جس کے دوست اور مددگار حضورؐ ہیں اس کے مددگار حضرت علیؓ بھی ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ اہل سنت کا یہ نعرہ کہ یارسول اللہ مدد یا علی مدد اس حدیث کی روشنی میں برحق ہے۔

حدیث نمبر ۲:

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَا یُحِبُّ عَلِیًّا مُنَافِقٌ وَّلَا یُبْغِضُہٗ مُؤْمِنٌ

Marfat.com

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: کہ علی سے منافق محبت نہیں کرتا اور ان سے مومن بغض نہیں رکھتا۔ (ترمذی۔احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو صاحب ایمان شخص ہے وہ حضرت علیؓ سے محبت رکھتا ہے اور جس کے دل میں نفاق کی بیماری ہو وہ حضرت علیؓ کا محبّ نہیں۔

حدیث نمبر۳:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ

ترجمہ: حضورؐ نے فرمایا: جس نے علی کو بُرا کہا اُس نے مجھے بُرا کہا۔ (احمد)

حدیث نمبر۴:

وَ عَنِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اٰخی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ بَیْنَ اَصْحَابِہٖ فَجَآءَ عَلِیٌّ تَرْمَعُ عَیْنَاہُ فَقَالَ اٰخَیْتَ بَیْنَ اَصْحَابِکَ وَلَہٗ تُوَاخِ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اَحَدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنْتَ اَخِیَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ کرایا تو علی آئے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے عرض کیا کہ آپؐ نے اپنے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا تو رسول اکرمؐ نے فرمایا تم دین و دنیا میں میرے بھائی ہو۔ (ترمذی)

قارئین جب صحابہ کرامؓ کے درمیان حضورؐ رشتہ مواخات قائم فرما رہے تھے اور حضرت علیؓ کو کسی کا بھائی نہ بنایا تو آپ کا آنسو بہانا اس بات کی دلیل ہے کہ حضورؐ کے صحابہ کے ساتھ جنابؑ علی مواخات کا رشتہ چاہتے تھے اور دوسرا یہ تمام صحابہ آپس میں جب بھائی قرار دے دیئے گئے تو اس کے بعد اگر ان کے درمیان اختلاف ہو بھی گیا تو کون سی بڑی بات ہے عام بھائیوں میں بھی تو اختلاف ہو ہی جایا کرتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ حضورؐ کا حضرت علیؓ کو بھائی فرمانا اُن کی فضیلت ظاہر کرتا ہے نہ کہ تمام صحابہ سے

Marfat.com

حضرت علیؓ کا افضل ہونا ثابت کرتا ہے۔

حدیث نمبر ۵:

عَنْ عِمْرَنِ ابْنِ حَصِيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْهُ وَ هُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ۔

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں۔

امام احمدؒ نے مناقب میں ابو رافع سے روایت کی کہ جب غزوۂ اُحد میں حضورؐ کو کفار نے گھیر لیا تو ان میں سے بعض حضرات لیٹے ہوئے تھے حضرت علیؓ نے ان جھنڈے والوں کو قتل کیا تو حضرت جبرئیلؑ نے حضورؐ سے عرض کیا کہ علی نے حق ادا کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ میں آپ دونوں سے ہوں۔ (مرقات)

قارئین محترم اس حدیث میں حضورؐ نے واضح طور پر فرما دیا کہ حضرت علیؓ ہر مومن کے ولی یعنی دوست اور مددگار ہیں اب آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اہل سنت سچے ہیں جو حضرت علیؓ کو حضورؐ کے فرمان کے مطابق مددگار سمجھتے ہیں یا وہ لوگ سچے ہیں جو نعرہ تو لگاتے ہیں کہ ہم حدیث کے ماننے والے ہیں اور حضرت علیؓ سے مدد مانگنے والوں کو مشرک اور مدد مانگنا شرک سمجھتے ہیں فیصلہ آپ نے خود کرنا ہے کہ فرمانِ رسولؐ پر عمل کون کرتا ہے دوسرا آپ کا یہ فرمان کہ علی مجھ سے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ علی کے کمالات درجات اور ان پر جو فضل و کرم ہے وہ سب میری وجہ سے ہے جس طرح چاند کی نورانیت سورج کی روشنی سے ہے بذاتِ خود کچھ نہیں۔

حدیث نمبر ۶:

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَة

Marfat.com

هٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰى۔

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تم مجھ سے اس درجہ میں ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھا۔ (بخاری۔ مسلم)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک پر جانے لگے تو حضرت علی کو اہلِ مدینہ کی حفاظت پر اور حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم کو نماز کی جماعت کرانے پر مقرر فرمایا حضرت علی نے جہاد میں ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی تو حضورؐ نے یہ فرمایا کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام جب طور پر جانے لگے مناجات کے لیے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب خلیفہ بنا کر بنی اسرائیل میں چھوڑ گئے ایسے ہی میں تم کو اپنا نائب خلیفہ بنا کر مدینہ میں چھوڑتا ہوں اور خود جاتا ہوں اسی حدیث سے روافض یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ حضرت علی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلافصل ہیں روافض کا یہ استدلال بالکل غلط ہے اس لیے کہ یہاں وقتی خلافت کا ذکر ہے جو حضرت علی کو حضورؐ کی غیر موجودگی میں عطا ہوئی واپسی پر ختم ہوگئی۔ حضرت ہارون کے ساتھ مشابہت صرف اس عارضی وقتی خلافت میں ہے تشبیہ مطلق نہیں بلکہ تشبیہ مقید ہے ورنہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے سگے بھائی تھے۔ حضرت علی چچازاد بھائی حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے بڑے بھائی تھے۔ حضرت علی حضورؐ سے چھوٹے حضرت ہارون حضرت موسیٰ سے چالیس برس پہلے وفات پاگئے تھے حضرت علی حضورؐ کے بعد زندہ رہے نیز حضورؐ نے صرف حفاظتِ مدینہ کا حضرت علی کو خلیفہ بنایا تھا نماز کا امام نہ بنایا تھا کیونکہ وہ تو ام مکتوم تھے لہٰذا خلافت بلافصل کو اسی حدیث سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ (مراۃ مشکوۃ)

حدیث نمبر ۷:

ترمذی اور حاکم نے بریدہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار آدمیوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور

Marfat.com

مجھے یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان کے نام بتا دیجئے آپ نے ارشاد فرمایا ان میں سے ایک علیؓ ہیں باقی تین حضرات کے سلسلہ میں کہا جاتا ہے کہ وہ تین حضرات یہ ہیں: حضرت ابوذرؓ، حضرت مقدادؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ۔

حدیث نمبر ۸:

ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں جو کچھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوا وہ اور کسی کی شان میں نازل نہیں ہوا۔

حدیث نمبر ۹:

البزار، حاکم اور ابو یعلیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تمہاری مثال عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے کہ یہودیوں نے ان سے یہاں تک بغض و عداوت رکھی کہ اُن کی (معصومہ) ماں پر بہتان لگایا اور نصاریٰ نے اُن سے محبت تو اتنی کی جس کے وہ لائق نہ تھے یاد رکھو دو چیزیں انسان کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں ایک تو اتنی محبت کہ وہ محبوب میں وہ باتیں سمجھنے لگے جو حقیقت میں اس میں موجود نہ ہو دوسرے اس قدر شدید بغض و عداوت کہ بُرا کہتے کہتے تہمت لگانے سے بھی نہ چوکے۔

محترم قارئین آپ عدل و انصاف سے کام لیتے ہوئے کھلی آنکھوں سے اگر اس معاشرہ میں نظر ڈالیں گے تو آپ کو تین قسم کے لوگ ملیں گے دو کے بارے میں تو غیب جاننے والے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا یعنی ایک گروہ حب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دعویدار ہے اور نعوذ باللہ بعض اوقات اُن کی شان کو اتنا بڑھا دیا جاتا ہے کہ حقیقت مسخ ہو جاتی ہے اور دوسرا گروہ صرف زبانی طور پر ہی تھوڑا سا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام بیان کرتا

Marfat.com

ہے اور دل میں بغض و عناد رکھتا ہے اور تیسری قسم کے لوگ بفضل تعالیٰ مسلک مہذب اہل سنت ہیں جو آپ کی شان اور آپ کے مقام کی بنا پر اتنی ہی محبت آپ سے رکھتے ہیں جس کا حکم پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اب آپ بخوبی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ محبان علی کون ہیں؟

حدیث نمبر ۱۰:

امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جتنی احادیث حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں کسی اور صحابی کی فضیلت میں وارد نہیں ہوئیں۔ (حاکم)

میں انہی احادیث پر اکتفا کرتا ہوں کیونکہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کی شان میں بہت حدیثیں وارد ہیں لہٰذا ہم آپ کی شان کے دیگر پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لیے آگے بڑھتے ہیں تاکہ آپ نے جس ڈھب سے اور جس طریقہ سے زندگی گزاری ہے اُس سے لوگ واقف ہوں تاکہ اُن کی زندگی کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنا سکیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

شجاعت و بہادری

شجاعت میں آپ کی ذات گرامی بے مثل تھی خدا نے آپ کو بازوئے خیبر شکن اور پنجہ شیر افگن عطا فرمایا۔ بارگاہ نبوت سے اسد اللہ کا لقب عطا ہوا غزوۂ بدر سے شہادت تک قدم قدم پر فقید المثال شجاعت کا مظاہرہ کیا صاحب ذوالفقار کی دلیری و شجاعت کے چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

غزوۂ بدر:

حق و باطل کے اس پہلے معرکہ میں جب قریش کی صف سے تین بہادر جو بڑے نامی تھے نکل کر مسلمانوں کو مقابلہ کے لیے للکارا تو ان کی دعوت پر تین انصاریوں نے لبیک کہا قریش کے بہادروں نے ان کا نام ونسب پوچھا جب یہ معلوم ہوا کہ یہ یثرب کے نوجوان ہیں تو لڑنے سے انکار کر دیا اور آنخضرت کو پکارا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے مقابلہ یں ہمارے ہمسر آدمی بھیجو۔ اسی وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان سے تین عزیزوں کے نام لیے حمزہؓ، علیؓ اور عبیدہؓ تینوں اپنے حریفوں کے سامنے میدان میں آئے حضرت علیؓ نے اپنے حریف ولید کو ایک ہی وار میں تہ تیغ کر دیا اس کے بعد جھپٹ کر عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کی اور ان کے حریف شیبہ کو بھی قتل کر دیا مشرکین نے طیش میں آ کر عام حملہ کر دیا یہ دیکھ کر مجاہدین بھی نعرۂ تکبیر کے ساتھ کفار میں گھس گئے اور عام جنگ شروع ہوگئی۔ شیرِ خدا نے صفیں کی صفیں اُلٹ دیں اور ذوالفقار حیدری نے بجلی کی طرح چمک چمک کر اعدائے اسلام کے جسموں کو جہنم کا ایندھن بنایا۔ اس پیکر شجاعت نے اس معرکہ میں ۲۱ کفار کو جہنم واصل کیا۔

85129

Marfat.com

غزوہ اُحد:

بدر میں ذلیل وخوار ہونے کے بعد مشرکین نے اعادہ کیا کہ اپنی تمام قوت کو یکجا کر کے مسلمانوں پر اس زور کا حملہ کیا جائے تا کہ وہ ختم ہو جائیں عام لوگ شاید یہ خیال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو اُحد میں شکست ہوئی حالانکہ یہ بات نہیں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جس پہاڑ پر تعینات فرمایا تھا وہ وہاں سے یہ سمجھ کر آگے بڑھ گئے کہ شاید کفار کو شکست ہوگئی ہے۔ جس مقام پر سے صحابہ نے جگہ چھوڑی اسی جگہ سے کفار نے حملہ کیا جس کی وجہ سے کفار آپ کی طرف بڑھے اور آپ ؐ کے دندانِ مبارک شہید ہوئے اور سر مبارک پر بھی زخم آیا تو کافی صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد گھیرا ڈال لیا تا کہ آپ کی حفاظت کی جائے اس دوران حضرت مصعب بن عمیر ؓ دورانِ حفاظت شہید ہوئے اس کے بعد علم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنبھالا۔ مشرکین کے علم بردار ابوسعد بن ابی طلحہ نے مقابلہ کے لیے للکارا شیرِ خدا نے بڑھ کر ایسا حملہ کیا کہ وہ خاک وخون میں تڑپنے لگا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام وقت حضور کے ساتھ رہے اور معرکہ کے بعد آپ ؓ کو گھر لے آئے اور آپ کی تیمارداری میں لگ گئے۔

غزوہ خندق:

اس غزوہ میں قریش اور دوسرے قبائل جن کی تعداد دس ہزار کے قریب تھی خندق کے قریب پہنچ چکے تھے ان میں ایک دیوقامت شخص عمرو بن عبدود بھی تھا جس کی دھاک اس کی جسامت کی وجہ سے دور دور تک پھیلی ہوئی تھی عمرو گھوڑے کو اپنے کندھوں پر اٹھا سکتا تھا اور پانچ آدمیوں پر بھاری تھا (عکرمہ بن ابوجہل) جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ جو آپ میں سے سب سے بہادر ہے اسے لاؤ وہ میرے اس آدمی کا مقابلہ کرکے اگر اس کو گرا دے تو تم ہم سب کو قتل کردینا مسلمانوں کی

Marfat.com

قیام گاہ میں کھلبلی مچی ہوئی تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بے قابو نہ ہونے دیا۔ عمرو بن عبدو نے کہا قسم ہے ہبل اور عزیٰ کی تم میں سے مجھے کوئی بھی نظر نہیں آتا جو میرا مقابلہ کر سکے۔ اس موقع پر حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی کھڑے تھے کائنات کے اس عظیم شجاع نے سیاح لامکاں کی بے مثل آنکھوں کی طرف دیکھا جہاں سے اذن مل چکا تھا۔ آپؐ نے آگے بڑھ کر اپنا عمامہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر باندھا اور دعا دی۔ آپؓ عمرو کے مقابلہ میں گئے وہ گھوڑے سے اُترا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس زور سے وار کیا کہ لوگ سمجھے کہ اس کی تلوار نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کام تمام کر دیا ہے لیکن آپ وار بچا گئے۔ عمرو نے کئی وار کیئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غیر متوقع طور پر اپنے آپ کو بچایا اور پھر شیرِ خدا نے اس زور کا حملہ کیا کہ عمرو کی گردن کٹ گئی اور نخوت و گھمنڈ کا یہ پہاڑ ریت کے ذروں میں مل گیا اور جہنم واصل ہوا۔

غزوۂ خیبر:

۷ھ میں جب خیبر پر فوج کشی ہوئی یہاں پر یہودیوں کے بڑے بڑے قلعے موجود تھے جن کا مفتوح ہونا آسان نہ تھا پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تسخیر پر مامور ہوئے لیکن کامیابی نہ ہوئی (لیکن کامیابی کا سہرا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر باندھا جانا تھا)۔ آخر ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ اللہ تعالیٰ فتح دے گا وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر جب لوگوں نے صبح پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک یہ آس لگائے بیٹھا تھا کہ جھنڈا اسے دیا جاوے۔ آپؐ نے فرمایا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا اُن کی

Marfat.com

آنکھوں میں تکلیف ہے فرمایا انہیں بلاؤ چنانچہ انہیں لایا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں میں لگایا جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے اچھے ہو گئے گویا انہیں کوئی درد تھا ہی نہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عطا کیا۔ (بخاری۔ مسلم)

علم ملنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کی طرف بڑھے اُدھر سے یہودیوں کا سردار مرحب بڑے جوش وخروش کے ساتھ یہ رجز پڑھتا ہوا نکلا:

قد علمت خیبر انی مرحب　　　شاکی السلاح بطل مجرب

خیبر مجھ کو جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، سلح پوش بہادر اور تجربہ کار ہوں

اذا لحروب اقبلت تلهب

جب کہ لڑائی کی آگ بھڑکتی ہے

فاتح خیبر نے اس متکبرانہ رجز کا جواب دیا:

انا الذی سمتنی امی حیدره　　　کلیث غابات کریه المنظره

میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا،

جھاڑی کے شیر کی طرح صہیب اور ڈراونا

یہ کہہ کر آپ آگے بڑھے اور جھپٹ کر ایک ہی وار میں اُس کا کام تمام کر دیا اس کے بعد قوت حیدری نے حیرت انگیز شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ہاتھ سے ہی قلعہ کے دروازہ کو اُکھاڑ ڈالا اور دوران جنگ میں ایک ہاتھ میں تلوار اور ایک ہاتھ میں دروازہ تھامے ہوئے تھے اور بے مثال بہادری کا مظاہرہ کیا روایات میں آتا ہے کہ اس دروازہ کو چالیس آدمی ہمت کر کے اُٹھا سکتے تھے بعض روایات میں آتا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم کہ اس دروازہ کو میں نے اپنی جسمانی قوت سے نہیں بلکہ ایمانی قوت کے ساتھ اُکھاڑا سبحان اللہ کیا شان ہے مولا علی کے بازوؤں

Marfat.com

اور طاقت کی قارئین جب علی کی طاقت بے مثل ہے تو نبی کی طاقت کا اندازہ لگانے کی کس کے بس کی بات ہے یہ تو طاقت دینے والا جانے یا لینے والا جانے۔

جنگ صفین:

کامل ابن اثیر میں ہے کہ لشکر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف بارہ جاں نثاروں کو ساتھ لے کر لشکر معاویہ پر حملہ کر دیا اور پورے لشکر کو چیرتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ کے قریب پہنچ گئے اور پکار کر فرمایا اے معاویہ طرفین کے لوگ مفت میں تمارے جائیں کیا فائدہ آؤ میرے مقابلہ میں نکلو جو اپنے حریف کو مار دے وہی مستقل ہو جائے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معاویہ سے کہا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات تو ٹھیک ہے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم جانتے ہو کہ ان کا مقابلہ کرنے جو جاتا ہے وہ زندہ نہیں بچتا۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں تمہارا مطلب سمجھتا ہوں تم مجھے مروانا چاہتے ہو مجھے معاف رکھو۔

قارئین محترم شیر یزداں کی شجاعت و بہادری کے واقعات کو اگر تفصیل کے ساتھ لکھا جائے تو کافی ضخیم کتابیں تیار ہو جائیں لیکن میں اسی پر اکتفا کرتے ہوئے خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم نوجوانوں کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح بہادر اور جواں مرد بنائے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

علم و فضل

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچپن ہی سے درسگاہِ نبوت میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا موقع ملا جس کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہا۔ مسند امام احمدؒ میں خود اُن سے روایت ہے کہ میں روزانہ صبح معمولاً آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا ایک روایت سے ثابت ہے کہ رات دن میں دو بار اس قسم کا موقع ملتا تھا اکثر سفر میں بھی آپؐ کی رفاقت کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ آپ صحابہ کرام میں غیر معمولی تجربہ اور فضل و کمال کے مالک تھے اور "انا مدینة العلم و علی بابھا" (میں علم کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں) جیسی شان سے متصف ہوئے دوسرے صحابہ کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحریری کام انجام دیتے تھے کاتبانِ وحی میں آپ کا بھی نام ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو مکاتیب و فرامین لکھے جاتے تھے ان میں سے بعض آپ کے دست مبارک کے لکھے ہوئے تھے حدیبیہ کا صلح نامہ آپ ہی نے لکھا تھا۔

ذیل میں ہم آپ کے علوم قرآن و حدیث فقہ و اجتہاد قضا و فیصلے کے بارے میں کچھ لکھ مستفید ہوتے ہیں۔

تفسیر اور علوم قرآن:

اسلام کے علوم و معارف کا اصل سرچشمہ قرآن ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سرچشمہ سے پوری طرح سیراب تھے اور ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں قرآن یاد کر لیا تھا نہ صرف یاد بلکہ قرآن کریم کی ایک ایک آیت کے معنی اور شانِ نزول سے واقف تھے ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا بخدا جتنی آیات قرآنی نازل

Marfat.com

ہوئیں ان سب کا مجھے علم ہے میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ کس بارے میں اور کہاں نازل ہوئیں اور کس طرح نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ احسان ہے کہ اس نے مجھے قلبِ سلیم عقل وشعور اور زبان گویا عطا فرمائی ہے ابن سعد نے ابی طفیل کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قرآن شریف کے بارے میں مجھ سے پوچھو میں ہر آیت کی بابت جانتا ہوں کہ وہ رات کو نازل ہوئی یا دن میں۔ میدان پر اتری یا پہاڑ پر چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار مفسرین کے اعلیٰ طبقہ میں ہے اور صحابہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا اس کمال میں آپ کا کوئی شریک نہیں۔

قرآن پاک سے اجتہاد اور مسائل کے استنباط میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ علم ناسخ و منسوخ میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا اور آپ اس کو بڑی اہمیت دیتے تھے اور جو لوگ اس علم کو نہ جانتے تھے ان کو درس و وعظ سے روک دیتے تھے۔ آیات کی تفسیر وتاویل کے متعلق اپ سے کثرت سے روایتیں ملتی ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان ظاہری علوم کے علاوہ کچھ خاص باتیں اور بھی بتائی تھیں چنانچہ ان کے شاگردوں نے ان سے پوچھا کہ کیا قرآن کے سوا کچھ اور بھی آپ کے پاس ہے؟ فرمایا قسم ہے اس کی جو دانہ پھاڑ کر درخت اُگاتا ہے اور جو جان کو (جسم کے اندر) پیدا کرتا ہے قرآن کے سوا میرے پاس کچھ اور نہیں لیکن قرآن سمجھنے کی قوت (فہم) یہ دولت خدا جس کو چاہے دے دے ان کے علاوہ چند حدیثیں میرے پاس ہیں۔ (بخاری کتاب الدیاب و ابن حنبل ج اول ص ۹۷۔۱۰۰)

علم حدیث:

مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچپن سے لے کر وفات نبوی تک تیس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت و رفاقت میں بسر کیئے اس لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ کر اسلام کے احکام و فرائض اور ارشادات نبوی کے سب

Marfat.com

سے بڑے عالم آپ ہی تھے۔ پھر تمام اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں وفات نبوی کے بعد سب سے زیادہ عمر آپ نے پائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تقریباً تیس برس ارشادات وفادات کی مسند پر جلوہ گر رہے خلفائے ثلٰثہ کے عہد میں بھی یہ خدمت آپ ہی کے سپرد رہی۔ ان کے بعد خود آپ کے زمانۂ خلافت میں بھی یہ فیض بدستور جاری رہا اس لیے تمام خلفاء میں احادیث کی روایت کا زمانہ آپ کو سب سے زیادہ ملا اسی لیے خلفائے سابقین کے مقابلہ میں آپ کی روایتوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے لیکن احادیث کی روایت میں آپ بھی اپنے پیشرو خلفاء اور اکابر صحابہ کی طرح متشدد تھے اس لیے دوسرے کثیر الدوایۃ صحابہ کے مقابلہ میں آپ کی روایتیں بہت کم ہیں چنانچہ آپ سے کل ۵۸۶ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے بیس (۲۰) حدیثوں پر بخاری و مسلم دونوں کا اتفاق ہے اور ۹ حدیثیں صرف بخاری میں ہیں مسلم میں نہیں اور دس (۱۰) حدیثیں مسلم میں ہیں بخاری میں نہیں اس طرح صحیحین میں آپ کی کل ۳۹ حدیثیں ہیں آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اپنے رفقاء اور ہمعصروں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الاسود اور اپنی زوجۂ محترمہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاتونِ جنت سے روایتیں کی ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب ازالۃ الخفاء میں لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حلیۂ اقدس، آپ کی نماز و مناجات دعا و نوافل کے متعلق سب سے زیادہ روایتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر وقت رفاقت نبوی میں رہتے تھے اور ان کو عبادتوں سے خاص شغف تھا۔

Marfat.com

احادیث کو قلمبند کرنے کا شرف جن چند صحابہ کو حاصل ہے ان میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی داخل ہیں اپ نے فقہی احکام کے متعلق چند حدیثیں لکھی تھیں جن کا نام صحیفہ رکھا تھا اس صحیفہ کا ذکر حدیث کی کتابوں میں آتا ہے اس تحریر کو آپ نے لپیٹ کر اپنی تلوار کی نیام میں رکھا ہوا تھا۔ (صحیح بخاری کتاب العلم باب کتابۃ العلم ج ۲ رو کتاب الاعتصام و مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۷۰۹)

فقہ و اجتہاد:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فقہ و اجتہاد میں بھی کامل دستگاہ حاصل تھی بلکہ علم و اطلاع کی وسعت سے دیکھا جائے تو آپ کو اُمت مسلمہ کا سب سے بڑا فقیہ، مدبر مفسر، مجتہد ماننا پڑے گا بڑے بڑے صحابہ یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی کبھی کبھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضل و کمال کا ممنون ہونا پڑتا تھا فقہ و اجتہاد کے لیے کتاب و سنت کے علم کے علاوہ سرعت فہم، دقیقہ سنجی، دور اندیشی کی بڑی ضرورت ہوتی ہے اور جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کمالات خداداد حاصل تھے مشکل سے مشکل اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کی تہہ تک آپ کی نکتہ رس نگاہ آسانی سے پہنچ جاتی تھی آپ کے چند فقیہانہ نکتے حسب ذیل ہیں:

(۱) ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک مجنون زانیہ عورت پیش کی گئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر حد جاری کرنے کا ارادہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ ممکن نہیں کیونکہ مجنون حدود شرعی سے مستثنیٰ ہیں یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ارادہ سے باز آ گئے۔ (ازالۃ الخفاء)

(۲) ایک دفعہ حج کے موسم میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شکار کا گوشت پکا کر پیش کیا لوگوں نے احرام کی حالت میں اس کے کھانے کے جواز اور عدم جواز میں اختلاف کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے جواز کے قائل تھے انہوں نے کہا

Marfat.com

حالت احرام میں خود شکار کر کے کھانا منع ہے لیکن جب کسی غیر محرم نے شکار کیا ہے تو اس کے کھانے میں کیا حرج ہے؟ دوسروں نے اس سے اختلاف کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کہ اس مسئلہ میں قطعی فیصلہ کس سے معلوم ہوگا؟ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا چنانچہ انہوں نے اُن سے جا کر دریافت کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جن لوگوں کو یہ واقعہ یاد ہو وہ شہادت دیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب آپؐ احرام میں تھے ایک گورخر شکار کر کے پیش کیا گیا تھا تو آپؐ نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ تو احرام کی حالت میں ہیں یہ ان کو کھلا دو جو احرام میں نہیں ہیں۔ حاضرین میں سے بارہ (۱۲) آدمیوں نے شہادت دی یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے رفقاء نے اس کھانے سے پرہیز کیا۔ (ازالۃ الخفاء)

(۳) ایک دفعہ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک بار پاؤں دھونے کے بعد کتنے دن تک موزوں پر مسح کر سکتے ہیں فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر دریافت کرو۔ ان کو معلوم ہوگا کیونکہ وہ سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے چنانچہ وہ سائل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا کہ مسافر تین دن تین رات تک اور مقیم ایک دن ایک رات تک۔ (مسند ابن حنبل ج ۱ ص ۹۶، ج ۶ ص ۵۵)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم اور ان کی اجتہدی قوت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان کے حریف بھی دقیق اور مشکل مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھ کر دریافت کیا کہ خنثیٰ مشکل (مخنث) کی مواشت کی کیا صورت ہے یعنی وہ مرد قرار دیا جائے یا عورت؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے حریف بھی علم دین میں ہمارے محتاج ہیں پھر جواب دیا کہ پیشاب گاہ سے اندازہ کرنا چاہئے کہ وہ مرد ہے یا عورت۔

Marfat.com

فقہی مسائل میں حضرت علی کی وسعت نظر کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ جو بات نہیں جانتے تھے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے تھے بعض ایسے مسائل جو شرم وحیا اور اپنے رشتہ کی نزاکت کے باعث خود براہ راست نہیں پوچھ سکتے تھے اس کو کسی دوسرے کے ذریعہ سے پوچھوا لیتے تھے چنانچہ مزنی کا ناقص وضو ہونا آپ نے اس طرح بالواسطہ دریافت کرایا تھا حضرت علی مرتضیٰ گو تمام عمر مدینہ منورہ میں رہے لیکن آپ کی خلافت کا زمانہ تمام تر کوفہ میں گزرا اور احکام اور مقدمات کے فیصلے کا زیادہ موقع نہیں پیش ایا اس لیے آپ کے مسائل واجتہادات کی زیادہ تر اشاعت عراق میں ہوئی اسی بنا پر حنفی فقہ کی بنیاد حضرت عبد اللہ بن معود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت علی ہی کے فیصلوں پر ہے۔

قضا اور فیصلے:

ان ہی خصوصیات کی بنا پر مقدمات کے فیصلوں اور قضا کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت ہی موزوں تھے اور اس بات کو صحابہ کرام عام طور پر تسلیم کرتے تھے۔
حضرت عمر رضیا اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے "اقضانا علی" یعنی ہم میں مقدمات کے فیصلوں کے لیے سب سے موزوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں (طبقات ابن سعد)

حضرت عبد اللہ بن صعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم (صحابہ) کہا کرتے تھے کہ مدینہ والوں میں سب سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

(مستدرک حاکم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوہر شناس نگاہ نے حضرت علی کی اس استعداد و قابلیت کا پہلے ہی اندازہ کر لیا تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان فیض ترجمان سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "اقضاھم علی" کی سند مل چکی تھی اور ضرورت کے اوقات میں قضا کی خدمت آپ کے سپرد کی جاتی تھی چنانچہ جب اہل یمن نے اسلام قبول کیا تو

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کے عہدہ قضاء کے لیے آپ کو منتخب فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نئے نئے مقدمات پیش ہوں گے اور مجھے قضا کا تجربہ اور علم ہی نہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو راہ راست اور تمہارے دل کو ثبات و استقلال بخشے گا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے مقدمات کے فیصلوں میں کبھی پریشانی نہ ہوئی۔

(مسند ابن حنبل ج ۱ ص ۸۳ و حاکم ج ۳ ص ۱۳۵)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قضا اور مقدمات کے بعض اصول بھی سکھائے چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا علی جب تم دو آدمیوں کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے لگو تو صرف ایک آدمی کا بیان سن کر فیصلہ نہ کرو اس وقت تک اپنے فیصلے کو روکو جب تک دوسرے کا بیان بھی نہ سن لو۔ (مسند ابن حنبل ج ۱ ص ۹۹)

مقدمات میں علم یقین کے لیے اہل مقدمہ اور گواہوں سے جرح اور ان سے سوالات کرنا بھی آپ کے اصول قضا میں داخل تھا ایک مرتبہ ایک زانیہ عورت نے آپ کی عدالت میں اپنی نسبت جرم زنا کا اعتراف کیا آپ نے اس سے پے در پے متعدد سوالات کئے جب وہ آخر تک اپنے بیان پر قائم رہی تو اس وقت سزا کا حکم دیا۔ (مسند ابن حنبل ج ۱ ص ۱۴۰)

اسی طرح لوگوں نے ایک شخص کو چوری کے الزام میں پکڑ کر پیش کیا اور دو گواہ بھی پیش کر دیئے آپ نے گواہوں کو دھمکی دی کہ اگر تمہاری گواہی جھوٹی نکلی تو میں یہ سزا دوں گا یہ کروں گا وہ کروں گا اس کے بعد کسی دوسرے کام میں مصروف ہو گئے اس سے فراغت کے بعد دیکھا کہ دونوں گواہ موقع پا کر چل دیئے تو آپ نے ملزم کو بے قصور پا کر چھوڑ دیا۔ (تاریخ الخلفا بحوالہ مصنف ابی شیبہ)

یمن میں آپ نے دو عجیب و غریب مقدمات کا فیصلہ کیا یمن نیا نیا مسلمان ہوا تھا

Marfat.com

پرانی باتیں ابھی تازہ تھیں ایک عورت کا مقدمہ پیش ہوا جس سے ایک ماہ کے اندر تین مرد خلوت کر چکے تھے نو ماہ بعد اس کے لڑکا ہوا اب یہ مسئلہ کھڑا ہو گیا کہ وہ لڑکا کس کا قرار دیا جائے۔ ہر ایک نے اس کے باپ ہونے کا دعویٰ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس لڑکے کی دیت کے تین حصے کیے پھر قرعہ ڈالا جس کے نام قرعہ نکلا اس کے حوالہ لڑکا کر دیا اور بقیہ دونوں کو دیت کے تین حصوں میں سے دو حصے اس سے لے کر دلوا دیئے گویا غلام کے مسئلہ پر اس کو قیاس کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فیصلہ سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔

(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۳۵)

دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ چند لوگوں نے شیر پھنسانے کے لیے ایک کنواں کھودا تھا شیر اس میں گر گیا چند اشخاص ہنسی مذاق میں ایک دوسرے کو کنویں کی طرف دھکیل رہے تھے کہ اتفاق سے ایک کا پیر پھسلا اور وہ اس کنویں میں گر گیا اس نے اپنی جان بچانے کے لیے بدحواسی میں دوسرے کی کمر پکڑی وہ بھی سنبھل نہ سکا اور گرتے گرتے اس نے تیسرے کی کمر تھام لی تیسرے نے چوتھے کو پکڑ لیا غرض چاروں اس کنویں میں گر پڑے اور شیر نے چاروں کو مار ڈالا ان مقتولین کے ورثاء باہم آمادۂ جنگ ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اس ہنگامہ وفساد سے روکا اور فرمایا کہ ایک رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی موجودگی میں یہ فتنہ وفساد مناسب نہیں میں فیصلہ کرتا ہوں اگر وہ پسند نہ ہو تو دربارِ رسالت میں جا کر تم اپنا مقدمہ پیش کر سکتے ہو لوگوں نے رضامندی ظاہر کی آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ جن لوگوں نے یہ کنواں کھودا تھا ان کے قبیلوں سے ان مقتولین کے خون بہا کی رقم اس طرح وصول کی جائے کہ ایک پوری، ایک ایک تہائی، ایک ایک چوتھائی، ایک آدھی پہلے مقتول کو ایک چوتھائی خون بہا دوسرے کو ثلث تیسرے کو نصف اور چوتھے کو پورا خوں بہا دلا دیا لوگ اس بظاہر عجیب وغریب فیصلہ سے راضی نہ ہوئے اور جمعہ

Marfat.com

الوداع کے مواقع پر حاضر ہو کر اس فیصلہ کا مرافعہ (اپیل) عدالت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فیصلہ کو برقرار رکھا۔ (مسند ابن حنبل ج اول ص ۷۷)

اب غور کیجئے کہ اصل جرم ان لوگوں کا تھا جنہوں نے آبادی کے قریب کنواں کھود کر شیر پھنسانے کی غلطی کی تھی اس لیے کسی متعین قاتل نہ ہونے کے سبب سے قسامت کے اصول سے خون بہا کوان کے کھودنے والوں اوران کے ہم قبیلوں پر عائد کیا۔

ایک اور مقدمہ کا اس سے بھی زیادہ دلچسپ فیصلہ آپ نے فرمادیا دو شخص (غالباً مسافر) تھے ایک کے پاس تین روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس پانچ روٹیاں تھیں دونوں مل کر ایک ساتھ کھانے کو بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک تیسرا مسافر بھی آ گیا وہ بھی کھانے میں شریک ہو گیا کھانے سے جب فراغت ہوئی تو اس تیسرے نے آٹھ درہم اپنی حصہ کی روٹیوں کی قیمت دے دی اور آگے بڑھ گیا جس شخص کی پانچ روٹیاں تھیں اس نے سیدھا حساب یہ کیا کہ اپنی پانچ روٹیوں کی قیمت پانچ درہم لی اور دوسرے کو ان کی تین روٹیوں کی قیمت تین درہم دیئے مگر وہ اس پر راضی نہ ہوا اور نصف کا مطالبہ کیا یہ معاملہ عدالت حیدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں پیش ہوا آپ نے دوسرے کو نصیحت فرمائی کہ تمہارا رفیق جو فیصلہ کر رہا ہے اس کو قبول کرلو اس مین زیادہ نفع تمہارا ہے لیکن اس نے کہا کہ حق کے ساتھ جو فیصلہ ہو مجھے منظور ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حق تو یہ ہے کہ تم کو صرف ایک درہم ملے اور تمہارے رفیق کو سات درہم ملنے چاہیئے اس عجیب فیصلہ سے وہ متحیر ہو گیا آپ نے فرمایا کہ تم تین آدمی تھے تمہاری تین روٹیاں تھیں اور تمہارے رفیق کی پانچ تم دونوں نے برابر کھائیں اور ایک تیسرے کو بھی برابر کا حصہ دیا تمہاری تین روٹیوں کے حصے تین جگہ کئے جائیں تو (۹) ٹکڑے ہوتے ہیں تم اپنے (۹) ٹکڑوں اور اس کے پندرہ (۱۵) ٹکڑوں کو جمع کرو تو ٹوٹل (۲۴) ٹکڑے بنتے ہیں تینوں میں سے ہر ایک نے برابر ٹکڑے کھائے تو فی کس آٹھ ٹکڑے ہوتے ہیں تم نے

Marfat.com

اپنے نو (۹) سے آٹھ خود کھائے اور ایک تیسرے مسافر کو دیا تمہارے رفیق نے اپنے پندرہ (۱۵) ٹکڑوں میں سے آٹھ خود کھائے اور سات تیسرے کو دیئے اس لئے آٹھ درہم میں سے ایک کے تم اور سات کا تمہارا رفیق مستحق ہے۔

(تاریخ الخلفاء سیوطی بروایت زر بن حبیش)

کبھی کبھی کوئی لغو مقدمہ پیش ہوتا تو آپ زندہ دلی کا ثبوت دیتے تھے ایک شخص نے دوسرے شخص کو یہ کہہ کر پیش کیا کہ اس نے خواب میں دیکھا ہے کہ یہ شخص میری ماں کی آبروریزی کر رہا ہے فرمایا ملزم کو دھوپ میں لے جا کر کھڑا کرو اور اس کے سایہ کو سو (۱۰۰) کوڑے مارو۔ (ایضاً بحوالہ ابن شیبہ)

دُراج نے قاضی شریح کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ صفین میں شرکت کے لیے تیار ہوئے تو معلوم ہوا کہ آپ کی زرہ کھوگئی ہے جب جنگ ختم ہوگئی اور آپ کوفہ واپس تشریف لائے تو ایک یہودی کے پاس آپ نے اپنی زرہ دیکھی آپ نے اس سے فرمایا کہ زرہ تو میری ہے نہ میں نے اس کو فروخت کیا ہے اور نہ ہبہ کیا ہے پھر یہ تیرے پاس کیسے آگئی اس نے کہا یہ زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے آپ نے فرمایا میں قاضی کے پاس جاتا ہوں تا کہ وہ فیصلہ کر دے چنانچہ آپ قاضی شریح کے پاس آئے اور ان کے برابر بیٹھ گئے اور قاضی شریح سے کہا اگر میرا مخالف یہودی نہ ہوتا تو میں اس کے برابر ہی عدالت میں مخصوص مقام پر کھڑا ہوتا لیکن میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ ؐ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے یہود کو حقیر سمجھا ہے تو تم بھی ان کو حقیر سمجھو قاضی شریح نے کہا آپ کا دعویٰ کیا ہے آپ نے فرمایا یہ زرہ میری ہے نہ میں نے اس کو فروخت کیا ہے اور نہ ہی ہبہ۔ قاضی شریح نے یہودی سے پوچھا تمہارا کیا جواب ہے یہودی نے کہا کہ زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے قاضی شریح نے کہا یا امیر المومنین آپ کا کوئی گواہ بھی ہے آپ نے

Marfat.com

فرمایا ہاں ہے ایک میرا غلام قنبر اور میرا فرزند حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کے گواہ ہیں کہ زرہ میری ہے قاضی شریح نے کہا کہ بیٹے کی گواہی باپ کے واسطے (مقدمہ میں) درست نہیں ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اہل جنت کی گواہی نادرست و ناجائز ہے؟ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل جنت کے سردار ہیں بات یہاں تک ہی پہنچی تھی کہ اس یہودی نے بآواز بلند کہا کہ اے امیر المومنین آپ مقدمہ کے تصفیہ کے لیے مجھے قاضی کے پاس لے ائے باوجودیکہ آپ امیر المومنین (صاحب اختیار) ہیں اور پھر قاضی نے آپ سے اس طرح جرح کی جس طرح عام لوگوں سے کی جاتی ہے۔ یہی آپ کے دین کی سچائی ہے بیشک زرہ آپ ہی کی ملکیت ہے میں مسلمان ہوتا ہوں یہ کہہ کر کلمہ پڑھ لیا۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ دو آدمی لڑائی جھگڑا کرتے ہوئے ائے ایک نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ایک گدھا تھا اس شخص کی گائے نے اس کو مار ڈالا ہے حاضرین میں سے ایک نے کہا کہ جانوروں کے فعل کا کوئی کیا ذمہ دار ہوسکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا ان کے درمیان فیصلہ کرو حضرت علی نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ وہ دونوں جانور بندھے ہوئے تھے یا کھلے ہوئے تھے؟ یا ان میں سے ایک بندھا ہوا تھا گدھے کے مالک نے کہا کہ میرا گدھا بندھا ہوا تھا اور اس کی گائے کھلی ہوئی تھی اور یہ اس کے ساتھ کھڑا تھا گائے کے مالک نے اس بات کی تصدیق کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا یہ فیصلہ ہے کہ گائے کا مالک گدھے کے نقصان کا ذمہ دار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کا فیصلہ درست ہے چنانچہ وہی فیصلہ جاری کیا گیا۔ (نور الابصار ص ۸۸)

Marfat.com

سوال و جواب:

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ آپ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا کہ مجھے بتایئے ہمارا رب کب سے ہے یہ سن کر آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ وہ ایسی ذات نہیں کہ "کبھی نہیں تھا اور پھر ہو گیا" وہ ہمیشہ سے ہے نہ اس کی ابتداء ہے اور نہ اس کی انتہاء ہے تمام نہایتیں اس سے پہلے ہی ختم ہو جاتی ہیں وہ ہر انتہا کی انتہا ہے یہ سن کر وہ یہودی اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دس (۱۰) آدمی آئے اور انہوں نے کہا کہ ہمارا سوال ایک ہی ہے لیکن ہم اس کا جواب الگ الگ چاہتے ہیں آپ نے فرمایا پوچھو کیا سوال ہے انہوں نے کہا "علم بہتر ہے یا مال" آپ نے اس طرح جواب دینا شروع کیا:

(۱) علم افضل ہے اس لیے کہ مال کی تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے جبکہ علم تیری حفاظت کرتا ہے۔

(۲) علم افضل ہے اس لیے کہ مال فرعون و ہامان کا ترکہ ہے اور علم انبیاء کی میراث ہے۔

(۳) علم اعلیٰ ہے مال سے کہ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔

(۴) علم اعلیٰ ہے کہ مال دیر تک رکھنے سے فرسودہ ہو جاتا ہے مگر علم کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔

(۵) علم بہتر ہے مال سے کہ مال کو ہر وقت چوری کا خطرہ ہے علم کو نہیں۔

(۶) علم بہتر ہے کہ صاحب مال کبھی کبھی بخیل کہلاتا ہے مگر صاحب علم کریم ہی کہلاتا ہے۔

(۷) علم افضل ہے کہ اس سے دل کو روشنی ملتی ہے اور مال سے دل تیرہ و تار ہو جاتا ہے۔

(۸) علم اعلیٰ ہے کہ مال سے بے شمار دشمن پیدا ہو جاتے ہیں مگر علم سے ہر دلعزیزی حاصل ہوتی ہے۔

(۹) علم بہتر ہے کہ یوم قیامت کو مال کا حساب ہو گا مگر علم پر کوئی حساب نہ ہو گا۔

(۱۰) علم افضل ہے مال سے کہ کثرتِ مال سے فرعون وغیرہ نے خدائی کا دعویٰ کیا مگر کثرت علم سے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعبدناک حق عبادت کا لیا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خلافت

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد تین دن تک مسندِ خلافت خالی رہی اس عرصہ میں لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس منصب کے قبول کرنے کے لیے سخت اصرار کیا انہوں نے پہلے اس بارگراں کے اٹھانے سے انکار کردیا لیکن مہاجرین وانصار کے اصرار سے مجبور ہوکر خلافت کو قبول فرمایا اور اس واقعہ کے تیسرے دن ۲۱ ذی الحجہ دوشنبہ کے دن مسجد نبویؐ میں جناب مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئی بیعت کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مطالبہ کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا جب تک لوگ راہِ راست پر نہیں آجاتے اور مملکت میں تمام امور میں نظم وضبط نہیں آجاتا میں اس وقت تک تمہاری رائے پر عمل نہیں کرسکتا لیکن اس کے ساتھ مجھے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقوق اور قصاص کی فکر ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت حکومت پر جلوہ افروز ہوئے جب فتنوں نے سر اٹھالیا تھا لہٰذا آپ کے تختِ خلافت پر قدم رکھتے ہی آپ کو چند مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جس وقت آپ کو خلیفہ منتخب کیا گیا اس وقت مدینہ منورہ قاتلین عثمان کے قبضہ میں تھا اور لاقانونیت کا دور دورہ تھا اتفاق سے وہ مفسدین جنہوں نے ہنگامہ برپا کرکے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرچکے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا سانحہ نہایت اہم تھا اور اس کا قصاص لیا جانا چاہئے تھا مگر اصل قاتلوں کا پتہ صرف مفسدوں کو تھا موقع کا عینی شاہد موجود نہ تھا اس کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے نہایت پریشان کن مرحلہ عثمان عمال تھے آپ نے تمام عثمانی عمال کو معزول کردیا چنانچہ بصرہ پر عثمان بن حنیف کوفہ پر عمارہ بن شہاب یمن پر عبداللہ بن

Marfat.com

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم مصر پر قیس بن سعد اور شام پر سہیل بن حنیف کو گورنر مقرر کر دیا نئے مقرر کردہ عاملوں میں سے کوفہ کا عامل راستے ہی سے واپس لوٹ آیا اہل کوفہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ کسی دوسرے آدمی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا قیس بن سعد نے بڑے حکمت سے اپنے عہدہ کا چارج لیا یمن اور بصرہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمال کو تسلیم کر لیا گیا شام کے نامزد والی جب سرحد شام میں داخل ہوئے تو انہیں آگے جانے سے روک دیا گیا اور وہ بھی واپس آ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام میں ایک قاصد کو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیعت کے لیے بھیجا لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب تک قاتلین عثمان سے قصاص نہ لیا جائے گا اس وقت تک بیعت نہ ہو گی۔ صورت حال ابتر ہو چکی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے سنبھالا دینے کی بطور احسن کوشش کی لیکن وہ امت مسلمہ کو جنگ و جدال سے نہ بچا سکے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے ہمراہ لے کر مکہ مکرمہ سے ہوتے ہوئے بصرہ پہنچے اور یہاں پہنچ کر قصاص عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطالبہ کیا جس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کی خبر ملی تو آپ بھی عراق تشریف لے گئے بصرہ راستے ہی میں پڑتا تھا وہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سامنا حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا اور یہاں جنگ ہوئی یہ لڑائی جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے اس جنگ میں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے ان کے علاوہ طرفین کے تیرہ ہزار مسلمان کام آ گئے یہ واقعہ جمادی الآخریٰ ۳۶ھ میں پیش آیا۔ بصرہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پندرہ روز قیام کیا اور پھر کوفہ تشریف لے گئے آپ کے کوفہ پہنچنے کے بعد آپ پر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خروج کر دیا ان کے ساتھ شامی لشکر تھا کوفہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بڑھے اور صفین کے مقام پر ماہ صفر ۳۷ھ میں خوب معرکہ آرائی ہوئی اور لڑائی کا یہ سلسلہ کئی روز جاری رہا آخر کار حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غور

Marfat.com

وفکر کرنے کے بعد شامیوں نے قرآن شریف نیزوں پر بلند کردیئے لوگوں نے اس صورت میں لڑائی سے ہاتھ روک لیا (جنگ موقوف کردی) طرفین سے صلح کے لئے ایک ایک شخص بطور حکم مقرر ہوا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما حکم مقرر ہوئے دونوں حضرات نے ایک معاہدہ تحریر کیا کہ آئندہ سال مقام ازرح میں جمع ہوکر اصلاح امت کے بارے میں گفتگو کی جائے گی اس معاہدے کے بعد طرفین کے لوگ اپنے اپنے مقام کو واپس ہو گئے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ واپس چلے گئے جب آپ کوفہ واپس آ گئے تو ایک جماعت (خوارج) آپ کا ساتھ چھوڑ کر الگ ہوگئی اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے انکار کر کے **لاحکم الا اللہ** (سوائے اللہ کے کسی کا حکم نہیں) کا نعرہ بلند کیا اور اپنا لشکر بنا کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معرکہ آرائی کا ارادہ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی سرکوبی کے لیے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا طرفین میں جنگ ہوئی لڑائی کے بعد کچھ لوگ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں شامل ہوگئے اور کچھ اپنے عقیدے پر جمے رہے اور مقابلہ سے بھاگ کر نہروان چلے گئے اور وہاں پہنچ کر انہوں نے لوٹ مار شروع کردی آخرکار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہروان پہنچے اور ان سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔ خوارج سے یہ جنگ ۳۸ھ میں ہوئی اسی سال ۳۸ھ میں سابقہ معاہدہ کے مطابق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام مقام ازرح میں جمع ہوئے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی چرب زبانی اور زور بیان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چھا گئے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سے معزول کردیا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت پر فائز کر کے ان سے خلافت پر بیعت کرلی اس فیصلے سے لوگوں میں سخت اختلاف پیدا ہوگیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت سے لوگوں نے بدستور خلافت

Marfat.com

پر قائم رکھا (یعنی آپ ہی کو خلیفہ تسلیم کیا) اور بہت سے لوگ آپ سے کٹ گئے۔

باوجود اس کے کہ آپ کے دور خلافت میں مسلمانوں میں باہمی نزاع ہوا فتنہ وفساد زور و شور سے پھیلا لیکن آپ نے بحیثیت خلیفہ مسلمانوں کے درمیان صلح وصفائی کی بہت کوشش کی فتنہ وفساد کی آگ کو بجھانے کی سعی فرمائی اور اس ڈھب سے اور اس طرز سے خلافت کا وقت گزارا کہ خلفائے ثلاثہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ جنگ وجدال کے باوجود آپ اپنی رعایا کا بہت خیال رکھتے تھے مال غنیمت کی تقسیم اسی طرح فرماتے جیسے خلفائے ثلاثہ کے دور میں ہوتی بیت المال کی کڑی نگرانی فرماتے اقربا پروری کو سخت ناپسند فرماتے اور جو کچھ اپنے پاس ہوتا غربا وفقراء میں تقسیم فرما دیتے آپ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ سردی کے موسم میں معمولی چادر اوڑھے ہوئے تھے جسد مبارک کانپ رہا تھا ایک شخص نے عرض کیا یا امیر المومنین بیت المال میں آپ کا اور آپ کے اہل وعیال کا بھی حق ہے آپ خود پر اتنی تکلیف کیوں سہتے ہیں جواب میں فرمایا میں تمہارے حصہ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا یہ چادر میں مدینہ سے لایا تھا عہد خلافت میں تنہا بازار تشریف لے جاتے کمزوروں اور ناتوانوں کی مدد فرماتے اور مسافروں کی رہنمائی فرماتے اپنا سارا کام سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اپنے ہاتھ سے انجام فرماتے اکثر اوقات فرش خاکی پر آرام فرماتے مشکل سے مشکل حالات میں بھی نہ گھبراتے اور اصلاح احوال کے لیے مقدور بھر جدوجہد فرماتے رہے اور کبھی حوصلہ پست نہ ہوا خلافت کے بارِ گراں کے باوجود آپ ہمہ وقت عبادت وریاضت میں مصروف رہتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ علی قائم اللیل اور صائم النہار تھے (یعنی رات کو اللہ کے حضور کھڑا ہونے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے تھے)۔

قارئین یہ خلافت مرتضوی کی چند جھلکیاں ہیں جو میں نے آپ کے سامنے نہایت اختصار کے ساتھ پیش کی ہیں آپ کے دورِ خلافت کا بیان ایک مستقل تصنیف کا متقاضی ہے لیکن ابھی ہم نے آپ کی ذات کی کچھ اور صفات بھی بیان کرنی ہیں اس لئے یہاں اختصار سے کام لیا ہے تا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات کا ہر رنگ ہم دیکھ سکیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کرامات

مولائے کائنات کی کرامات تو بے شمار ہیں لیکن یہاں میں چند کرامات پیش کرتا ہوں لیکن اس سے پہلے ہمیں یہ بھی جان لینا چاہئے کہ کرامت کس کو کہتے ہیں۔

کرامت کیا ہے:

مومن متقی سے اگر کوئی ایسی نادر الوجود و تعجب خیز چیز صادر و ظاہر ہو جائے جو عام طور پر عادت نہیں ہوا کرتی تو اس کو ''کرامت'' کہتے ہیں اسی قسم کی چیزیں اگر انبیاء علیہم السلام سے اعلان نبوت کرنے سے پہلے ظاہر ہوں تو ''ارھاص'' اور اعلان نبوت کے بعد ہوں تو ''معجزہ'' کہلاتی ہیں اور اگر عام مومنین سے اس قسم کی چیزوں کا ظہور ہو تو اس کو ''معونت'' کہتے ہیں اور کسی کافر سے کبھی اس کی خواہش کے مطابق اس قسم کی چیز ظاہر ہو جائے تو اس کو ''استدراج'' کہا جاتا ہے۔

لیکن ایک بات یاد رہے کہ ولی کے لیے احکام شرعیہ پر استقامت ضروری ہے کرامت ولایت کے لیے شرط نہیں ہے اب ذیل میں ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند کرامات پیش کرتے ہیں جو کہ امام الاولیاء ہیں۔

۱۔ قبر والوں سے سوال و جواب:

حضرت سعید بن میب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان جنۃ البقیع میں گئے تو آپ نے قبروں کے سامنے کھڑے ہو کر با آواز بلند فرمایا کہ اے قبر والو! اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ! کیا تم لوگ اپنی خبریں ہمیں سناؤ گے یا ہم تم لوگوں کو تمہاری خبریں سنائیں؟ اس کے جواب میں قبروں سے آواز آئی ''وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' اے امیر المومنین آپ ہی ہمیں سنایئے کہ ہماری موت کے بعد ہمارے گھروں میں کیا کیا معاملات ہوئے؟ حضرت امیر

Marfat.com

المومنین نے فرمایا کہ قبر والو! تمہارے بعد تمہارے گھروں کی خبر یہ ہے کہ تمہاری بیویوں نے دوسرے لوگوں سے نکاح کر لیا اور تمہارے مال و دولت کو تمہارے وارثوں نے آپس میں تقسیم کر لیا اور تمہارے چھوٹے چھوٹے بچے یتیم ہو کر در بدر پھر رہے ہیں اور تمہارے مضبوط اور اُونچے اُونچے محلوں میں تمہارے دشمن آرام اور چین کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں اس کے جواب میں قبروں میں سے ایک مردہ کی یہ دردناک آواز آئی کہ اے امیر المومنین! ہماری خبر یہ ہے کہ ہمارے کفن پرانے ہو کر پھٹ چکے ہیں اور جو کچھ ہم نے دنیا میں خرچ کیا تھا اس کو ہم نے یہاں پالیا ہے اور جو کچھ ہم دنیا میں چھوڑ آئے تھے اس میں ہمیں گھاٹا ہی گھاٹا اٹھانا پڑا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۳)

۲۔ گرتی ہوئی دیوار تھم گئی:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دیوار کے سایہ میں ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمانے کے لیے بیٹھ گئے درمیان مقدمہ میں لوگوں نے شور مچایا کہ اے امیر المومنین! یہاں سے اٹھ جائیے یہ دیوار گر رہی ہے آپ نے نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ فرمایا کہ مقدمہ کی کاروائی جاری رکھو اللہ تعالیٰ بہترین حافظ و ناصر و نگہبان ہے چنانچہ اطمینان کے ساتھ آپ اس مقدمہ کا فیصلہ فرما کر جب وہاں سے چل دیئے تو فوراً وہ دیوار گر گئی۔

(ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص ۲۷۳)

۳۔ درہ خیبر کا وزن جو آپ نے اُٹھایا تھا:

جنگ خیبر میں جب گھمسان کی جنگ ہونے لگی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈھال کٹ کر گر پڑی تو آپ نے جوش جہاد میں آگے بڑھ کر قلعہ خیبر کا پھاٹک اکھاڑ ڈالا اور اس کے ایک کواڑ کو ڈھال بنا کر اس پر دشمنوں کی تلواروں کو روکتے تھے یہ کواڑ اتنا بھاری تھا اور وزنی کہ جنگ کے خاتمہ کے بعد چالیس آدمی مل کر بھی اس کو نہ اٹھا سکے۔

(زرقانی ج ۲ ص ۲۳۰)

Marfat.com

۴۔ کٹا ہوا ہاتھ جوڑ دیا:

روایت ہے کہ ایک حبشی غلام جو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتہائی مخلص محبّ تھا شامت اعمال سے اس نے ایک مرتبہ چوری کر لی لوگوں نے اس کو پکڑ کر دربار خلافت میں پیش کر دیا اور غلام نے اپنے جرم کا اقرار بھی کر لیا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا جب وہ اپنے گھر کو روانہ ہوا تو راستہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن الکراء سے اس کی ملاقات ہوگئی ابن الکراء نے پوچھا کہ تمہارا ہاتھ کس نے کاٹا ہے تو غلام نے کہا امیر المومنین و یعسوب المسلمین داماد رسول وزوج بتول نے ابن الکراء نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو تمہارا ہاتھ کاٹ دیا پھر بھی تم اس قدر اعزاز و اکرام اور مدح وثناء کے ساتھ ان کا نام لیتے ہو؟ غلام نے کہا کہ کیا ہوا؟ انہوں نے حق پر میرا ہاتھ کاٹا اور مجھے عذاب جہنم سے بچا لیا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کی گفتگو سنی اور امیر المومنین سے اس کا تذکرہ کیا تو امیر المومنین نے اس غلام کو بلوا کر اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی کلائی پر رکھ کر رومال سے چھپا دیا پھر کچھ پڑھنا شروع کر دیا اتنے میں ایک غیبی آواز آئی کہ رومال ہٹاؤ جب لوگوں نے رومال ہٹایا تو غلام کا کٹا ہوا ہاتھ کلائی سے اس طرح جڑ گیا تھا کہ کہیں کٹنے کا نشان بھی نہیں تھا۔ (تفسیر کبیر ج۵ ص۴۷۹)

۵۔ ذرا دیر میں قرآن مجید ختم کر لیتے:

یہ کرامت روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ گھوڑے پر سوار ہوتے وقت ایک پاؤں رکاب میں رکھتے اور قرآن مجید شروع کرتے اور دوسرا پاؤں رکاب میں رکھ کر گھوڑے کی زین پر بیٹھنے تک اتنی دیر میں ایک قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے۔ (شواہد النبوۃ ص۱۶۰)

۶۔ اشارہ سے دریا کی طغیانی ختم:

ایک مرتبہ نہر فرات میں ایسی خوفناک طغیانی آ گئی کہ سیلاب میں تمام کھیتیاں غرقاب ہوگئیں لوگوں نے آپ کے دربار گوہر بار میں فریاد کی آپ فوراً ہی اٹھ کھڑے

Marfat.com

ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارکہ وعمامہ زیب تن فرما کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور آدمیوں کی ایک جماعت جس میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے آپ کے ساتھ چل پڑے آپ نے پل پر پہنچ کر اپنے عصاء سے نہر فرات کی طرف اشارہ کیا تو نہر کا پانی ایک گز کم ہو گیا پھر دوسری مرتبہ اشارہ فرمایا تو مزید ایک گز کم ہو گیا جب تیسری بار اشارہ کیا تو تین گز پانی اتر گیا اور سیلاب ختم ہو گیا لوگوں نے شور مچایا کہ امیر المومنین! بس کیجئے یہی کافی ہے۔

(شواہد النبوۃ ص ۱۶۲)

۷۔ آپ کو جھوٹا کہنے والا اندھا ہو گیا:

علی بن زازان کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ کوئی بات ارشاد فرمائی تو ایک بدنصیب نے نہایت ہی بے باکی کے ساتھ یہ کہہ دیا کہ اے امیر المومنین آپ جھوٹے ہیں اپ نے فرمایا کہ اے شخص! اگر میں سچا ہوں تو ضرور تو قہر الٰہی میں گرفتار ہو جائے گا اس گستاخ نے کہہ دیا کہ آپ میرے لیے بد دعا کیجئے مجھے اس کی پروا نہیں ہے اس کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ بالکل ہی اچانک وہ شخص دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا اور ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔

(ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص ۲۷۳)

۸۔ فالج زدہ اچھا ہو گیا:

علامہ تاج الدین سبکی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں ذکر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دونوں شاہزادگان امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ حرم کعبہ میں حاضر تھے کہ درمیانی رات میں ناگہاں یہ سنا کہ ایک شخص بہت ہی گڑگڑا کر اپنی حاجت کے لیے دعا مانگ رہا ہے اور زار زار رو رہا ہے آپ نے حکم دیا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ وہ شخص اس حال میں حاضر ہوا کہ اس کے بدن کی ایک کروٹ فالج زدہ تھی اور وہ زمین پر گھسٹتا ہوا اپ کے سامنے آیا آپ نے اس کا قصہ

Marfat.com

دریافت کیا تو اس نے عرض کیا اے امیر المومنین! میں بہت ہی بے باکی کے ساتھ قسم قسم کے گناہوں میں دن رات منہمک رہتا تھا اور میرا باپ جو بہت ہی صالح اور پابند شریعت مسلمان تھا بار بار مجھ کو ٹوکتا اور گناہوں سے منع کرتا رہتا تھا میں نے ایک دن اپنے باپ کی نصیحت سے ناراض ہو کر اس کو مار دیا اور میری مار کھا کر میرا باپ رنج وغم میں ڈوبا ہوا حرم کعبہ میں ایا اور میرے لیے بددعا کرنے لگا ابھی اس کی دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ بالکل اچانک ہی میری ایک کروٹ پر فالج کا اثر ہو گیا اور میں زمین پر گھسٹ کر چلنے لگا اسی غیبی سزا سے مجھے بڑی عبرت حاصل ہوئی اور میں نے رو رو کر اپنے باپ سے اپنے جرم کی معافی طلب کی اور میرے باپ نے اپنی شفقت پدری سے مجبور ہو کر مجھ پر رحم کھایا اور مجھے معاف کر دیا اور کہا کہ بیٹا چل جہاں میں نے تیرے لیے بددعا کی تھی اسی جگہ اب میں تیرے لیے صحت وسلامتی کی دعا مانگوں گا چنانچہ میں اپنے باپ کو اونٹنی پر سوار کر کے مکہ معظّمہ لا رہا تھا کہ راستے میں بالکل ناگہاں اونٹنی ایک مقام پر بدک کر بھاگنے لگی اور میرا باپ اس کی پیٹھ پر سے گر کر دو چٹانوں کے درمیان ہلاک ہو گیا اور اب میں اکیلا ہی حرم کعبہ میں آ کر دن رات رو رو کر خدا تعالیٰ سے اپنی تندرسی کے لیے دعائیں مانگتا رہتا ہوں امیر المومنین نے ساری سرگزشت سن کر فرمایا اے شخص! اگر واقعی تیرا باپ تجھ سے خوش ہو گیا تھا تو اطمینان رکھ کہ خداوند کریم بھی تجھ سے خوش ہو گیا ہے اس نے کہا کہ اے امیر المومنین! میں بہ حلف شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا باپ مجھ سے خوش ہو گیا تھا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کی حالت زار پر رحم کھا کر اس کو تسلی دی اور چند رکعت نماز پڑھ کر اس کی تندرستی کے لیے دعا مانگی پھر فرمایا اے شخص اٹھ کھڑا ہو جا! یہ سنتے ہی وہ شخص بلا تکلف کھڑا ہو گیا اور چلنے لگا اپ نے فرمایا کہ اے شخص! اگر تو قسم کھا کر یہ نہ کہا ہوتا کہ تیرا باپ تجھ سے خوش ہو گیا تھا تو میں ہرگز تیرے لیے دعا نہ کرتا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۳)

۹۔ شوہر عورت کا بیٹا نکلا:

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاشانہ خلافت سے کچھ دور ایک مسجد کے پہلو میں دو میاں بیوی رات بھر جھگڑا کرتے رہے صبح کو امیر المومنین نے دونوں کو بلا

Marfat.com

کر جھگڑے کا سبب دریافت فرمایا شوہر نے عرض کیا اے امیر المومنین! میں کیا کروں؟ نکاح کے بعد مجھے اس عورت سے بے انتہا نفرت ہوگئی۔ یہ دیکھ کر بیوی مجھ سے جھگڑا کرنے لگی پھر بات بڑھ گئی اور رات بھر لڑائی ہوتی رہی آپ نے تمام حاضرین دربار کو باہر نکال دیا اور عورت سے فرمایا کہ دیکھ میں تجھ سے جو سوال کروں اس کا سچ سچ جواب دینا پھر آپ نے فرمایا اے عورت! تیرا نام یہ ہے تیرے باپ کا نام یہ ہے عورت نے کہا بالکل ٹھیک اپ نے بتایا پھر آپ نے فرمایا کہ اے عورت! تو یاد کر کہ تو زنا کاری سے حاملہ ہوگئی تھی اور ایک مدت تک تو اور تیری ماں اس حمل کو چھپاتی رہی جب درد زہ شروع ہوا تو تیری ماں تجھے اس گھر سے باہر لے گئی اور جب بچہ پیدا ہوا تو اس کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر تو نے میدان میں ڈال دیا اتفاق سے ایک کتا اس بچے کے پاس آیا تیری ماں نے اس کتے کو پتھر مارا لیکن وہ پتھر بچے کو لگا اور اس کا سر پھٹ گیا تیری ماں کو بچے پر رحم آ گیا اور اس نے بچے کے زخم پر پٹی باندھ دی پھر تم دونوں وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئیں اس کے بعد اس بچے کی تم دونوں کو کچھ بھی خبر نہیں ملی کیا یہ واقعہ سچ ہے؟ عورت نے کہا کہ ہاں اے امیر المومنین! یہ پورا واقعہ حرف بحرف صحیح ہے پھر آپ نے فرمایا کہ اے مرد! تو اپنا سر کھول کر اس کو دکھا دے مرد نے سر کھولا تو اس زخم کا نشان موجود تھا اس کے بعد امیر المومنین نے فرمایا کہ اے عورت! یہ مرد تیرا شوہر نہیں ہے بلکہ تیرا بیٹا ہے تم دونوں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم دونوں کو حرام کاری سے بچا لیا اب تو اپنے اس بیٹے کو لے کر اپنے گھر چلی جا۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۶۷)

۱۰۔ پتھر اُٹھایا تو چشمہ ابل پڑا!

مقام صفین کو جاتے ہوئے آپ کا لشکر ایک ایسے میدان سے گزرا جہاں پانی نایاب تھا پورا لشکر پیاس کی شدت سے بے تاب ہو گیا وہاں کے گرجا گھر میں ایک راہب رہتا تھا اس نے بتایا کہ یہاں سے دو کوس کے فاصلے پر پانی مل سکے گا کچھ لوگوں نے اجازت طلب کی تا کہ وہاں سے جا کر پانی پئیں یہ سن کر آپ اپنے خچر پر سوار ہو گئے اور ایک جگہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس جگہ تم لوگ زمین کو کھودو چنانچہ لوگوں نے زمین

Marfat.com

کی کھدائی شروع کر دی تو ایک پتھر ظاہر ہوا لوگوں نے اس پتھر کو نکالنے کی انتہائی کوشش کی لیکن تمام آلات بے کار ہو گئے اور وہ پتھر نہ نکل سکا یہ دیکھ کر آپ کو جلال آ گیا اور آپ نے اپنی سواری سے اتر کر آستین چڑھائی اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اس پتھر کی دراڑ میں ڈال کر زور لگایا تو وہ پتھر نکل پڑا اور اس کے نیچے سے ایک نہایت ہی صاف شفاف اور شریں پانی کا چشمہ ظاہر ہو گیا اور تمام لشکر اس پانی سے سیراب ہو گیا لوگوں نے اپنے جانوروں کو بھی پلایا اور لشکر کی تمام مشکوں کو بھی بھر لیا پھر آپ نے اس پتھر کو اس کی جگہ پر رکھ دیا گرجا گھر کا عیسائی راہب آپ کی یہ کرامت دیکھ کر سامنے ایا اور آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ فرشتہ ہیں؟ آپ نے کہا! نہیں اس نے پوچھا کیا اپ نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا! پھر آپ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا میں پیغمبر مرسل حضرت محمد بن عبداللہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں اور مجھ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چند باتوں کی وصیت بھی فرمائی ہے یہ سن کر وہ عیسائی راہب کلمہ شریف پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا آپ نے فرمایا: تم نے اتنی مدت تک اسلام کیوں قبول نہیں کیا تھا؟ راہب نے کہا کہ ہماری کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس گرجا گھر کے قریب جو ایک چشمہ پوشیدہ ہے اس چشمہ کو وہ شخص ظاہر کرے گا جو یا تو نبی ہو گا یا نبی کا صحابی ہو گا چنانچہ میں اور مجھ سے پہلے بہت سے راہب اس گرجا گھر میں اسی انتظار میں مقیم رہے اب آپ نے یہ چشمہ ظاہر کر دیا تو میری مراد بر آئی اس لیے میں نے آپ کے دین کو قبول کر لیا راہب کی تقریر سن کر آپ رو پڑے اور اس قدر روئے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور پھر اپ نے ارشاد فرمایا: الحمد للہ! کہ ان لوگوں کی کتابوں میں بھی میرا ذکر ہے یہ راہب مسلمان ہو کر آپ کے خادموں میں شامل ہو گیا اور آپ کے لشکر میں داخل ہو کر شامیوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گیا آپ نے اس کو اپنے دست مبارک سے دفن کیا اور اس کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی۔

(شواہد النبوۃ ص ۱۶۴)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جود وسخا

جود وسخا میں فرق یہ ہے کہ سخی وہ ہوتا ہے جو خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے اور جواد وہ ہے جو خود نہ کھائے بلکہ دوسروں کو بغیر کسی غرض وعوض کے کھلائے اور بخیل وہ ہے جو نہ خود کھائے اور نہ دوسروں کو کھلائے جواد حقیقی حق سبحانہ کی صفت ہے جو بغیر کسی غرض وعوض کے مخلوقات کو نوازتا ہے اور پھر اللہ کی عطا سے اس کائنات کے سب سے بڑے جواد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ ؐ نے اپنی اس صفت جوادیت سے اپنے تمام صحابہ کو نوازا ہے اور بلاشبہ جو صحابی جتنے قریب رہے وہ اتنے ہی فیضیاب ہوئے زیل میں ہم مولائے کائنات جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جود وسخا کے چند واقعات پیش کرتے ہیں:

۱۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً ○

(کنزالایمان پ۳ رکوع ۲ سورۃ بقرہ)

ترجمہ: وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں دن اور رات میں چھپے اور ظاہر۔

یہ آیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جبکہ آپ کے پاس صرف چار درہم تھے اور کچھ نہ تھا آپ نے ان چاروں کو خیرات کر دیا ایک رات میں ایک دن میں ایک پوشیدہ اور ایک ظاہر صدقہ کرنا بہت ہی افضل عمل ہے اور بالخصوص چھپ کر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ بھی دیا ظاہر کر کے بھی اور پوشیدہ بھی تاکہ بہتر پر بھی عمل ہو جائے اور بہتر سے بہتر پر بھی ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جبکہ آپ نے راہ خدا میں چالیس ہزار دینار خرچ کیے تھے دس ہزار رات کو، دس ہزار دن میں، دس ہزار پوشیدہ اور

Marfat.com

دس ہزار ظاہر۔ دونوں اقوال کے مطابق دونوں اصحاب کی شان نمایاں ہو رہی ہے یا یوں سمجھ لیا جائے کہ یہ آیت دونوں اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی۔

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہو گئے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام بیمار پرسی کو تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تمہارے فرزند بیمار ہیں تم اللہ کے لیے کوئی نذر مانو چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیّدہ خاتون جنت اور آپ کی لونڈی فضہ سب نے تین روزوں کی نذر مانی دونوں شہزادے اللہ کے فضل وکرم سے صحت یاب ہوئے تو تینوں نے روزے رکھے جس دن روزہ رکھا اس دن گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ آپ شمعون یہودی کے پاس گئے اور چند سیر جَو بطور قرض لائے سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس میں سے کچھ جو چکی میں پیسے اور گھر کے پانچ آدمیوں کے حساب سے شام کی روٹیاں پکائیں اور افطار کے وقت لا کر سامنے رکھیں ابھی لقمہ لے کر منہ میں نہ ڈالا تھا کہ دروازے پر آ کر ایک فقیر نے سوال کیا کہ سلامتی ہو تم پر اے اہل بیت رسول اللہ! میں ایک مسکین مسلمان ہوں تمہارے دروازے پر آیا ہوں مجھے کھانا دو اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کے خوانوں پر کھلائے گا یہ سن کر ان مقدس حضرات نے وہ ساری روٹیاں اس مسکین سائل کے حوالے کر دیں اور خود پانی پی کر سو رہے دوسرے دن پھر روزہ رکھا اسی طرح کچھ جَو پیس کر شام کو کھانا تیار کیا افطار کے وقت ایک یتیم آ گیا وہ روٹیاں اس کو دے دیں اور پانی پی کر تیسرے دن کا بھی روزہ رکھ لیا تیسرے دن ایک غلام آیا اور ساری روٹیاں اس کے حوالے کر دیں چوتھے روز صبح کو اٹھے تو بھوک کی شدّت اور ضعف سے چلنے پھرنے کی طاقت نہ تھی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھنے کے لیے تشریف لائے اس وقت حضرت سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز پڑھ رہی

Marfat.com

تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کی حالت دیکھی تو بے قرار ہوئے یہاں تک کہ آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کی تلقین فرمائی اس وقت جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کہا اے اہل بیت رسول اللہ تمہیں مبارک ہو کہ تمہاری شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا الخ (سورہ الدھر)

(یہ ہیں وہ لوگ) جو اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی پھیلی ہوئی ہے اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین و یتیم اور اسیر کو۔

(تفسیر کبیر ۲۷۶/۸، خازن و مدارک ۳۴۰/۴، الریاض النضرہ ۳۰۲/۲، روح البیان ۵۴۶/۶)

۳۔ محمد بن کعب قرظی (تابعی) کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک وقت وہ تھا جب میں بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھتا تھا اور آج وہ وقت ہے کہ میں ایک دن میں چار ہزار دینار صدقہ کرتا ہوں۔ (اسد الغابہ ج ۴، ص ۲۳۔۲۴)

اس سے آپ مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں کہ آپ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کس قدر مال راہ خدا میں غربا و فقراء کو عنایت فرمایا کرتے تھے آج حبِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دعویٰ کرنے والوں کو ذرا دامن میں جھانکنا چاہئے کہ وہ مال و اسباب کے ہوتے ہوئے لوگوں کی جو ضرورت مند ہوتے ہیں کس قدر مدد کرتے ہیں اور اپنے دعویٰ میں کس قدر سچے ہیں کیونکہ جس سے محبت ہوتی ہے انسان اس کی خصلتوں کو بھی اپناتا ہے۔

۴۔ ایک دن امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں آپ نے فرمایا اس لیے رو رہا ہوں کہ سات دن سے کوئی مہمان میرے گھر نہیں آیا۔ (کیمیائے سعادت ص ۵۳۰)

Marfat.com

سبحان اللہ کیا شان ہے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ سخاوت کا موقع نہ ملنے پر روتے ہیں اور آج ہم ہیں جو ان کی محبت کے دعویدار ہیں کسی کو دینا پڑے تو رونا آتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے "جب دنیا تمہارے سامنے (پاس) آئے تو خرچ کرو کیونکہ وہ تم ہی کو پہنچے گی اور جب وہ تم سے منہ موڑے تب بھی خرچ کرو کہ آخرکار وہ رہنے والی نہیں ہے۔" (کیمیائے سعادت ص ۵۱۷)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خلفائے ثلاثہ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ:

ابن عساکر نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے جس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ میں تشریف لائے تو ابن الکواء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قیس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر آپ سے یہ دریافت کیا کہ آپ ہمیں یہ بتلائیے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے یہ بات کہاں تک سچ ہے کیونکہ آپ سے زیادہ اس معاملہ میں صحیح بات اور کون کہہ سکتا ہے آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا تھا جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی سب سے پہلے تصدیق کی تو اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کیوں تراشوں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس قسم کا کوئی وعدہ فرمایا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کیوں کھڑا ہونے دیتا میں ان دونوں حضرات کو قتل کر ڈالتا خواہ میرا ساتھ دینے والا کوئی بھی نہ ہوتا یہ تو سب کو معلوم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دفعتاً نہ کسی نے قتل کیا اور نہ یکایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری نے شدت اختیار کی اور مؤذن نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز (پڑھانے) کے لیے حسب معمول بلایا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بموجب حکم نماز پڑھائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاہدہ فرمایا اس عرصہ میں ایک بار جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی ازواج مطہرات میں سے ایک نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ارادہ سے باز رکھنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی عورتیں ہو جاؤ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہو کہ وہ نماز پڑھائیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ہم نے اپنے معاملات میں (دربارِ خلافت) غور کیا اور پھر ایسے شخص کو اپنی دنیا کے واسطے بھی اختیار کیا جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین (امامت) کے لیے منتخب فرمایا تھا کیونکہ نماز دین کی اصل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دین اور دنیا دونوں کے قائم رکھنے والے تھے لہٰذا ہم سب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کر لی اور سچی بات بھی یہی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی اس کے اہل بھی تھے۔ اسی واسطے آپ کی خلافت میں کسی نے اختلاف نہیں کیا اور نہ کسی نے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا اور نہ کسی نے آپ کی خلافت سے روگردانی کی میں نے (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اسی بنا پر آپ کا حق ادا کیا اور آپ کی اطاعت کی میں نے اپ کے لشکر میں شریک ہو کر کافروں سے جنگ کی مال غنیمت اور بیت المال سے آپ نے جو دے دیا وہ بخوشی قبول کر لیا اور جہاں کہیں آپ نے مجھے جنگ کے لیے بھیجا میں گیا اور دل کھول کر لڑا۔ یہاں تک کہ ان کے حکم سے شرعی سزائیں بھی دیں (حد جاری کی) یہاں تک کے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔

ابن عساکر نے سوید بن غفلہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ:

''ابوسفیان حضرت علی اور حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے پاس آئے اور کہا: اے علی اور اے عباس کیا بات ہے کہ خلافت قریش کے اس قبیلے میں گئی جو مرتبہ کے اعتبار سے کم اور تعداد کے لحاظ سے بھی قلیل ہی ہے بخدا اگر تم دونوں آمادہ ہو تو ہم مدینہ کو اپنے حامیوں اور مؤیدین کے لشکر سے بھر دیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

Marfat.com

جواب دیا خدا کی قسم میں ہرگز اس کی اجازت نہیں دے سکتا اگر ہم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس خلافت کا اہل نہ سمجھا ہوتا تو ہم اس آسانی سے منصب خلافت ان کے حوالہ نہ کرتے، اے ابوسفیان! اہل ایمان کا شعار خلوص وصداقت ہے وہ ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوتے ہیں ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں خواہ ان کے مستقر اور ان کے اجسام میں مکانی طور پر کتنا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو قلب وزبان کا تفاوت اور قول وعمل کا تضاد منافقین کا شیوہ ہے۔ (المرتضیٰ بحوالہ کنز العمال ج ۳ ص ۱۴۱)

محبت واعتماد کا یہ تعلق (حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان) جانبین سے تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک فرزند کا نام ابوبکر رکھا اور ان کے ایک صاحبزادہ محمد کو گود لیا اور خصوصی نگہداشت کی اور ایک علاقہ کی گورنری کا بھی ان کو اہل سمجھا اور ان کو نامزد کیا۔

(المرتضیٰ بحوالہ البدایۃ والنہایۃ ج ۷ ص ۳۳۲، تاریخ الخمیس للشیخ حسین الدیاربکری)

امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عقبہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کی نماز پڑھی پھر مسجد سے نکل کر ٹہلنے لگے آپ نے دیکھا کہ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں آپ نے بڑھ کر ان کو اپنے کاندھے پر اٹھا لیا اور فرمایا: میرے ماں باپ قربان، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں علی کے نہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہنسنے لگے۔ (صحیح البخاری کتاب المناقب باب صفۃ النبیؐ)

ان تمام باتوں سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان دونوں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کتنی محبت تھی اور وہ (رحماء بینھم) کے مصداق آپس میں کتنے رحمدل تھے اور ایک دوسرے سے کتنی محبت رکھتے تھے۔

Marfat.com

۲۔ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی اور ان کی جگہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نامزد ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کے لیے اس لیے نامزد کیا تھا کہ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں قوت فیصلہ مستقل مزاجی اور عقل ورائے کی پختگی بدرجہ اتم موجود ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے کی طرح میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی حقوق ادا کیے اور مکمل طور پر ان کی اطاعت کی جو کچھ انہوں نے مجھے عطا کیا میں نے لیا انہوں نے مجھے جنگوں میں بھیجا جہاں میں نے دشمنوں سے مقابلے کیے اور آپ کے عہد میں بھی اپنے کوڑوں سے مجرموں کو سزا دی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خیرخواہ، قابل اعتماد رفیق ومشیر تھے حکیمانہ انداز میں مشکل سے مشکل مسئلہ کو اس طرح حل کر دیتے کہ شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی نہ رہتی ایک روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "**لولا علیؓ لھلک عمر**" اگر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ (الاستیعاب از ابن عبدالبر ۳/۱۵ء)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بیت المقدس کے سفر پر گئے تو اپنی جگہ پر قائم مقام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو بنا کر گئے۔ (المرتضیٰ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں دے دیا تھا اور یہ دلیل ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتنی عزت دل میں رکھتے تھے اور ان کا آپس میں کس درجہ پیار تھا۔

(المرتضیٰ بحوالہ "مجالس المومنین" از قاضی نور اللہ الشوستری اور "المسالک شرح الشرائع" از ابی القاسم القمی یہ دونوں شیعہ عالم ہیں)

Marfat.com

۳۔ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے خلیفہ منتخب کرنے کی ذمہ داری ایک مجلس کے سپرد کی جو چھ افراد پر مشتمل تھی وہ چھ افراد یہ تھے۔

(۱) حضرت عثمان غنیؓ (۲) حضرت علیؓ (۳) حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ (۴) حضرت زبیر بن العوام (۵) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ (۶) اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ۔

ابن عساکر نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خیال آیا کہ اب خلافت کا بار میرے کندھوں پر رکھ دیا جائے گا اور یہ مجلس میرے برابر کسی دوسرے کو حیثیت نہیں دے گی اور مجھے ہی خلیفہ منتخب کرے گی اس کے بعد حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور ہم سے وعدہ لیا کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے جس کو خلیفہ مقرر کر دے ہم سب اس کی اطاعت کریں گے اور اس کے احکام کو برضا و رغبت بجا لائیں گے اس کے بعد حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر خود بیعت کی اس وقت میں نے سوچا کہ میری اطاعت میری بیعت پر غالب آ گئی۔ اور مجھ سے جو وعدہ لیا گیا تھا وہ (اصل میں) دوسرے کی بیعت کے لیے تھا بہر حال میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بھی بیعت کی اور پہلے خلفاء کی طرح ان کی اطاعت و فرمانبرداری کی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقوق ادا کیے ان کی قیادت میں جنگیں لڑیں ان کے عطیات کو قبول کیا اور شرعی سزائیں بھی دیں پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد میں نے سوچا کہ وہ دونوں خلیفہ جن کی میں نے لفظ بالصلوٰۃ کے ساتھ بیعت کی تھی انتقال فرما چکے ہیں اور جن کی بیعت کے لیے مجھ سے وعدہ لیا گیا تھا وہ بھی اب رخصت ہو گئے پس یہ سوچ کر میں نے بیعت لینا شروع کر دی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ کی طرف سے مدافعت اور باغیوں سے مقابلہ کرنے کے لیے اجازت طلب کی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں خدا کا واسطہ اس شخص کو دیتا ہوں جو اللہ کو جانتا ہے اور اس کو حق سمجھتا ہے اور اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ میرا اس پر کوئی حق ہے۔ ایک پچھنے لگانے پھر بھی میری خاطر خون نہ بہائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ اجازت طلب کی اور انہوں نے دوبارہ یہی جواب دیا پھر وہ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مسجد میں آئے اذان ہوئی، لوگوں نے کہا: ''ابا الحسن آگے بڑھیے اور نماز پڑھائیے'' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: ''امام جب کہ خانہ قید ہے میں نماز نہیں پڑھاؤں گا لیکن میں تنہا اپنی نماز پڑھوں گا چنانچہ تنہا نماز پڑھ کر اپنے گھر چلے گئے۔ (عثمان بن عفان ذوالنورین دمعنو داستاد صادق عرجون ص ۲۱۸۔۲۱۹)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناکہ بندی جب اور بھی سخت ہوگئی اور ان کے لیے باہر سے کسی قسم کا رابطہ رکھنے کا موقعہ نہ رہا ان کے پاس جو پانی تھا وہ ختم ہو گیا مسلمانوں سے انہوں نے پانی طلب کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اپنی سواری پر گئے اور پانی کا ایک مشکیزہ لے کر اندر داخل ہوئے بڑی مشقت سے وہاں پہنچ سکے۔ باغیوں نے ان کو بُرا بھلا کہا اور سخت وسست کہا اور اُن کی سواری کے جانور کو بھگا دیا۔

(المرتضٰی بحوالہ ابن کثیر ج ۷ ص ۱۸۷)

خلفائے ثلاثہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا ثبوت یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے ایک فرزند کا نام عمر دوسرے کا ابوبکر اور تیسرے کا نام عثمان رکھا۔

(المرتضٰی بحوالہ البدایۃ والنہایۃ ج ۷ ص ۳۳۱۔۳۳۲)

عام طور پر لوگ اپنے فرزندوں کا نام انہیں لوگوں کے نام پر رکھتے ہیں جن سے دلی تعلق ہوتا ہے اور جن کو مثالی انسان سمجھا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

معاویہؓ و علیؓ

ہمارے معاشرے میں دو گروہ ایسے ہیں جن میں سے ایک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ انتہائی بغض و عناد رکھتا ہے جب کہ دوسرا گروہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی اہل بیت کے ساتھ اپنے بغض کا اظہار کر دیتا ہے لیکن ہم مسلک مہذب اہل سنت دونوں کے بغض کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا باعث سمجھتے ہیں اور دونوں سے محبت کو ایمان کا حصہ جانتے ہیں آیئے دیکھتے ہیں کہ دونوں اصحاب کا بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا مقام تھا اور دونوں کا آپس مئں کیسا تعلق تھا۔

تعلق معاویہؓ و علیؓ:

ایک ایسی شخصیت کے الفاظ تحریر کرنا بے فائدہ نہ ہوگا جو اہل شریعت اور اہل طریقت کے نزدیک مسلم الثبوت ہیں جن کو دنیائے اسلام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے جانتی ہے فرماتے ہیں:

وہ اختلافات اور جھگڑے جو صحابہ کرام علیہم الرضوان میں واقع ہوئے خواہش نفسانی کے باعث ہرگز نہیں تھے یہ حضرات خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت پاک میں تزکیہ کے مقام میں پہنچ چکے تھے اور امارگی سے انہیں آزادی مل گئی تھی۔

میں (مجدد پاک) اس قدر جانتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس باب میں حق پر تھے اور ان کے مخالف خطا پر تھے لیکن ان کی یہ خطا خطاء اجتہادی ہے جو حد فسق تک نہیں پہنچاتی بلکہ اس طرح کی خطا میں ملامت کی بھی گنجائش نہیں کیونکہ خطاء اجتہادی میں مخطی کے لیے بھی ایک درجہ ثواب ہے اور یزید بدقسمت صحابہ کرام میں سے نہیں اس کی بدبختی میں کسے کلام ہوسکتا ہے اس بدبخت نے جو کام کیا وہ کوئی کافر فرنگ

Marfat.com

بھی نہیں کر سکتا۔ (مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر ۵۴ ص ۱۹۱۔۱۹۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا تم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرتے ہو؟ عرض کیا ہاں فرمایا تمہارے دونوں کے درمیان چپقلش ہوگی پوچھا پھر اس کے بعد کیا ہوگا فرمایا اللہ تعالیٰ کی معافی اور خوشنودی عرض کیا ہم اللہ تعالیٰ کی معافی اور خوشنودی سے راضی ہوئے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَوْشَآءَ اللّٰهُ مَااقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَايُرِيْدُ۝

ترجمہ: اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ باہم نہ لڑتے لیکن اللہ جو ارادہ کرتا ہے وہ کرتا ہے۔

(تفسیر درمنثور جلد اوّل ص ۳۲۲ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بہت سی ایسی خوبیاں تھیں جس سے ان کے اسلام اور مسلمانوں سے محبت کا پتہ چلتا ہے جس کو بہت سے مؤرخین نے ذکر کیا ہے جن میں ابن کثیر بھی ہیں ابن کثیر نے لکھا ہے:

(۱) شہنشاہ روم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملانے کی خواہش ظاہر کی چونکہ ان کا اقتدار رومی سلطنت کے لیے خطرہ بن چکا تھا اور شامی فوجیں اس کی افواج کو مغلوب کر کے ذلیل کر چکی تھیں اس لیے اس نے جب دیکھا کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ میں مشغول ہیں تو وہ بڑی فوج کے ساتھ کسی قریب کے ملک میں آیا اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لالچ دی تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو لکھا۔

Marfat.com

بخدا اگر تم نہ رکے اور اے لعین تو اپنے ملک واپس نہ گیا تو ہم اور ہمارے چچازاد بھائی (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دونوں آپس میں مل جائیں گے اور تجھ کو تیرے قلمرو سے خارج کر دیں گے اور روئے زمین کو (اس کی وسعت کے باوجود تجھ پر تنگ کر دیں گے یہ سن کر شاہ روم ڈر گیا اور جنگ بندی کی اپیل کی۔ (المرتضیٰ بحوالہ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۱۹)

اس بات سے معلوم ہوا کہ دفاع سلام اور مسلمانوں کے اجتماعی تحفظ کے لیے دونوں اصحاب کے نظریات یکساں تھے اختلاف صرف قصاص عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے تھے کہ پہلے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے جب کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے تھے کہ پہلے مملکت سے فتنوں کا سدباب ہو جائے۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین کو سزا دی جائے گی۔

(۲) ضرار صدائی ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا کچھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفات بیان کرو (اس نے یوں کہا) جب وہ مسکراتے تو یوں لگتا کہ دانت جڑے ہوئے موتی ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کچھ اور صفات بیان کرو ضرار کہتا ہے کہ اللہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم کرے بخدا وہ بہت زیادہ جاگنے والے، کم نیند کرنے والے اور رات دن کے اکثر اوقات تلاوت قرآن کرنے والے تھے یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور فرمایا اب بس کرو خدا کی قسم! اللہ رحم کرے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقعی ایسے تھے۔ (۱) امالی شیخ صدوق ص ۳۷۱ المجلس الحادی والعشرون مطبوعہ قم جدید (۲) حلیۃ الابرار مصنفہ ہاشم حسینی بحرانی جلد نمبر ۱ ص ۳۳۸ الباب الخامس والعشرون مطبوعہ قم جدید)

یہ دونوں شیعوں کی معتبر کتابیں ہیں۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد جناب معاویہ رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ کا رویہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیسا تھا اور دونوں شاہزادگان کا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا خیال تھا۔

(نوٹ): اب جو حوالہ جات آئیں گے وہ تمام شیعوں کی کتب سے لیے گئے ہیں۔

(۳) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر سال دس لاکھ دینار بطور نذرانہ دیا کرتے تھے یہ رقم تحفہ جات کے علاوہ تھی جو مختلف اقسام سے ان کو دیئے جاتے تھے۔ (مقتل ابی مخنف ص ۷ مطبوعہ نجف اشرف)

(۴) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زندگی بھر حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کوئی بُرائی اپنے بارے میں نہ پائی اور نہ ہی امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے کسی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا اور نہ ہی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کے ساتھ کیے گئے وعدوں میں سے کسی وعدہ کو توڑا اور نہ ہی ان سے کسی بہتری اور بھلائی کو کبھی روکا۔ (الاخبار الطوال ص ۲۲۵ بین معاویۃ وعمرو بن العاص مطبوعہ بیروت طبع جدید)

(۵) امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط لکھا کہ مجھے آپ کا رقعہ ملا اور جو کچھ آپ نے لکھا میں اسے بخوبی سمجھ گیا میرے بھائی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو آپ کے ساتھ عہد و پیمان کیے تھے ان کو توڑنے سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (مقتل ابی مخنف ص ۶ مقدمہ مطبوعہ نجف اشرف طبع جدید)

(۶) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک دن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبد اللہ بن جعفر نے کہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بھیجے گئے نذرانہ جات اس مہینہ کی شروع تاریخوں میں تم تک پہنچ جائیں گے جب مہینہ شروع ہوا تو امام موصوف کے اعلان کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بہت سا مال آ گیا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت مقروض تھے اپنے حصہ سے قرضہ ادا کرنے کے

Marfat.com

بعد بقیہ اپنے گھر والوں اور دوستوں میں تقسیم کر دیئے اس طرح امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی قرضہ ادا کرنے کے بعد بقیہ مال کے تین حصے کیے ایک حصہ اپنے گھر والوں اور دوستوں کو دیا اور دو حصے اپنے بچوں کو روانہ کر دیئے حضرت عبداللہ بن جعفر نے بھی اپنے حصہ کی رقم سے اپنا قرض ادا کرنے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایلچی کو بطور اظہار خوشی کچھ دیا جب یہ خبر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے ان کے لیے مقررہ رقم میں اضافہ کر دیا۔ (جلاء العیون جلد اص ۳۷۶ در زندگانی امام مطبوعہ تہران)

اب جو لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان تعلقات کو نہ جانے کن معنوں سے تعبیر کرتے ہیں ان کو دیکھنا چاہیے کہ اگر جیسی بات یہ کرتے ہیں ایسی بات ہوتی تو جناب علی المرتضیٰ کی آل پاک کبھی بھی امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعلق نہ جوڑتی اور نہ مراعات لیتی لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے۔

امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان جھگڑوں، اختلافات اور تنازعات کے بارے میں خاموش رہنا چاہیے کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے باہمی تنازعات کو دور کر دے گا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِیْنَ (غنیۃ الطالبین ص ۱۸۶ مترجم شمس بریلوی مطبوعہ پروگریسو بکس لاہور)

ترجمہ: ان کے دلوں میں جو باہمی رنجش ہوگی ہم اس کو دور کر دیں گے اور وہ بھائی بھائی ہو جائیں گے وہ آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

شہادت

خوارج کے تین افراد عبدالرحمن بن ملجم المرادی، برک بن عبداللہ التیمی اور عمرو بن بکیر التیمی مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور آپس میں یہ عہد کرلیا کہ ہم تین افراد ان تین افراد یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر کے اصل قضیہ ہی پاک کر دیں گے (کہ انہی لوگوں کی وجہ سے یہ خلفشار برپا ہوا ہے) تاکہ مسلمانوں کو ان جھگڑوں سے نجات مل جائے چنانچہ ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برک نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمرو بن بکیر نے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کا عہد کرلیا کہ ان تینوں کو ایک ہی رات میں رمضان المبارک میں قتل کر دیں گے چنانچہ یہ تینوں بدبخت ان شہروں کو روانہ ہوئے جہاں جہاں ان کو اپنے نامزد کردہ شخص کو قتل کرنا تھا ان میں سب سے پہلے ابن ملجم کوفہ میں پہنچا اس نے وہاں پہنچ کر دوسرے خوارج سے رابطہ قائم کر کے اپنا ارادہ ان پر ظاہر کیا کہ وہ ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ کو جمعہ کی شب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دے گا۔

اِدھر ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علی الصبح بیدار ہو کر اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ رات میں نے خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے میرے ساتھ کجروی اختیار کی ہے اور اس نے سخت نزاع برپا کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں مجھ سے فرمایا کہ تم اللہ سے دعا کرو چنانچہ میں نے بارگاہِ رب العزت میں اس طرح دعا کی کہ الٰہی! مجھے تو ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں

Marfat.com

پہنچا دے اور میرے بجائے ان لوگوں کا واسطہ ایسے شخص سے ڈال دے جو اچھے نہ ہوں ابھی آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ اتنے میں نباح مؤذن نے آ کر آواز دی الصلوٰۃ الصلوٰۃ! چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھنے کے لیے گھر سے چلے راستے میں آپ لوگوں کو نماز کے لیے آواز دے دے کر جگاتے جاتے تھے کہ اتنے میں ازلی بد بخت ابن ملجم سے سامنا ہوا اور اس نے اچانک آپ پر تلوار کا ایک بھرپور وار کیا وار اتنا شدید تھا کہ آپ کی پیشانی کنپٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ پر جا کر ٹھہری اتنی دیر میں چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور قاتل کو پکڑ لیا زخم بہت کاری تھا پھر بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ و ہفتہ تک بقید حیات رہے مگر اتوار کی شب میں آپ کی روح بارگاہِ اقدس کی طرف پرواز کر گئی۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو غسل دیا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

کسے رامیسر نہ شد ایں سعادت

بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

روضہ مبارک کہاں ہے:

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ کے بعد آپ کو دارالامارت کوفہ میں رات کے وقت دفن کر دیا ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر شریف کو اس لیے ظاہر نہیں کیا گیا تھا کہ کہیں بد بخت خارجی اس کی بھی بے حرمتی نہ کریں بعد میں آپ کے فرزند امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے جسدِ مبارک کو کوفہ سے مدینہ منورہ منتقل کر دیا تھا۔ مبرد نے محمد بن حبیب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک قبر سے دوسری قبر میں منتقل ہونے والا پہلا جسم مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔

ابن عساکر نے سعید بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ کا جسدِ مبارک مدینہ منورہ لے جانے لگے تا کہ وہاں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے اقدس میں دفن کریں جسم کو ایک اونٹ پر رکھا ہوا تھا رات کا وقت تھا وہ اونٹ راستہ میں کسی طرف کو بھاگ گیا اور اس کا کوئی پتہ نہیں چلا بعض کہتے ہیں کہ تلاش وجستجو کے بعد وہ اونٹ بنوطے میں مل گیا اور آپ کو اسی سرزمین میں دفن کر دیا گیا۔

ابن سعد طبقات میں فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کی جامع مسجد میں مدفون ہیں۔

ابن جوزی نے روایت کیا ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نجف اشرف میں مدفون ہیں جہاں مرقد انور آج بھی زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

حافظ ابوعبداللہ نے اپنے استاد سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو وصیت فرمائی تھی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھ کو ایک تخت پر رکھ کر نجف اشرف لے جانا، جہاں تم دونوں ایک سفید پتھر دیکھو گے جس میں نور چمکتا ہوگا پھر اس مقام پر زمین کھودنا زمین کھودتے ہوئے تم تختہ پاؤ گے وہ میری قبر ہے لہٰذا مجھے وہاں دفن کر دینا۔

(سفینہ نوح بحوالہ حاکم شمس التواریخ ص ۱۲۹۰/۴)

علامہ دمیری حیوۃ الحیوان میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید شکار کھیلنے کے لیے نکلا اس نے اپنے چیتوں کو شکار پر چھوڑا شکار دوڑ کر ایک قبر کے پاس جا کر ٹھہر گیا چیتے بھی قبر سے دور ہٹ کر کھڑے ہو گئے ہارون رشید اس بات سے سخت حیران ہوا کہ اتنے میں ایک شخص آ گیا۔ جس کو حالات معلوم تھے اس نے کہا امیر المؤمنین! یہ قبر انور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے ہارون رشید نے کہا تجھے کیونکر معلوم ہوا ہے اس نے کہا میرا باپ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اس قبر کی زیارت کے لے آیا کرتا تھا اور وہ اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ

Marfat.com

تشریف لایا کرتے تھے اور امام باقر اپنے والد ماجد حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اس قبر انور کی زیارت کو آتے تھے اور امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا پورا علم حاصل تھا۔

ہارون رشید نے حکم دے کر وہاں ایک پتھر کا کتبہ لگا دیا یہ پہلی تعمیر تھی جو نجف اشرف میں آپ کے مزار مبارک پر بنائی گئی اس کے بعد سلاطین سامانیہ کے عہد میں وہاں بہت سی عمارتیں بنائی گئیں۔ (سفینہ نوح بحوالہ الریاض النضرہ ص ۲/۲۳۵)

واللہ تعالیٰ اعلم

آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بارے میں ہے ملاحظہ فرمائیں۔

احمد اور حاکم نے بسند صحیح عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن یاسر سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ دو شخص سب سے زیادہ شقی ہیں ایک تو آل ثمود میں صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا اور دوسرا جو تمہارے سر پر تلوار مارے گا اور تمہاری داڑھی خون میں تر بتر ہو جائے گی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اقوال

اب آخر میں ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال زریں پیش کرتے ہیں اپ کے اقوال روشنی کے وہ مینار ہیں جن پر عمل کر کے آدمی جہالت کے اندھیروں سے نکل کے ہدایت کا نور حاصل کر لیتا ہے۔

(۱) سب سے بڑی خیانت قوم کے ساتھ غداری ہے۔

(۲) ذلت کی بجائے تکلیف اٹھانا بہتر ہے۔

(۳) کہاوتیں اور مثالیں عقلمندوں اور عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے بیان کی جاتی ہیں نادانوں کو ان سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

(۴) شریفوں کے واسطے یہ بڑی مصیبت ہے کہ ان کو شریروں کی خاطر مدارت کی ضرورت پیش آئے۔

(۵) اگر تمہیں اپنے مخالف پر غلبہ وقدرت حاصل ہو جائے تو عفو سے کام لو یہی غلبے کی نعمت کے لیے اظہار تشکر ہے۔

(۶) سب سے نادار شخص وہ ہے جو کسی کو دوست نہ بنا سکے اور اس سے بھی زیادہ تہی دست وہ ہے جو دوستوں کو پا کر انہیں کھو دے۔

(۷) جسے اپنے رد کر دیتے ہیں اسے غیر اپنا لیتے ہیں۔

(۸) جس کو اس کا اچھا عمل آگے نہیں بڑھا سکا اسے نسب کوئی عزت نہیں دے سکے گا۔

(۹) زہد کا افضل مرتبہ اپنے زہد کو چھپانا ہے۔

(۱۰) اصل تمنا آرزوؤں کے ترک کر دینے کا نام ہے۔

(۱۱) جس کی امیدیں بڑھتی جائیں اس کے اعمال بگڑتے جاتے ہیں۔

Marfat.com

(۱۲) فرائض کو ضائع کر کے نوافل کے ذریعے قربِ خدا حاصل نہیں ہو سکتا۔

(۱۳) وہ گناہ جو تمہیں افسردہ کر دے اس نیکی سے بہتر ہے جو مغرور بنا دے۔

(۱۴) صبر دو طرح کا ہوتا ہے ناپسندیدہ بات پر صبر اور دوسرے مرغوب چیز پر صبر یعنی ضبط کرنا۔

(۱۵) ضرورت کا پورا نہ کرنا اس سے بہتر ہے کہ کسی کم ظرف سے کچھ طلب کیا جائے۔

(۱۶) تھوڑا دینے سے کیا شرمانا بہر حال نہ دینے سے تو بہتر ہے۔

(۱۷) جب سے میں نے حق کو پایا ہے اس کے بارے میں کبھی شک کا شکار نہیں ہوا۔

(۱۸) تم سمجھنے کے لیے سوال و جواب کیا کرو الجھنے کے لیے نہیں۔

(۱۹) اللہ کی نافرمانیوں سے بچو کہ وہ گواہ بھی ہے اور (کل کو) حاکم بھی وہی ہوگا۔

(۲۰) سب سے سنگین گناہ وہی ہے جسے کرنے والا معمولی سمجھ کر کرے۔

(۲۱) جو شخص کسی صاحب ایمان سے اپنی ضرورت بیان کرے تو گویا وہ اللہ کے سامنے بیان کر رہا ہے اور اگر وہ کسی کافر کے در پر دستک دے تو سمجھ لے وہ اللہ کی شکایت اس کے پاس لے کر گیا ہے۔

(۲۲) دو بھوکے کبھی سیر نہیں ہوتے ایک طالب علم اور دوسرا طالب دنیا۔

(۲۳) ظالم کے لیے وہ لمحے بہت شدید ہوتے ہیں جب مظلوم کو اس پر فوقیت حاصل ہو جائے۔

(۲۴) دوستی اختیار کرو مگر آبرو ہاتھ سے نہ جانے دو۔

(۲۵) کسی کے ایمان کا اندازہ اس کے وعدوں سے لگاؤ۔

(۲۶) حماقت سے زیادہ کوئی مفلسی اور تنگدستی نہیں۔

(۲۷) جو شخص لوگوں میں انصاف کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرے۔

Marfat.com

(۲۸) عالم کے سامنے تیرا پڑھنا اور عالم کا تیرے سامنے پڑھنا برابر ہے۔

(۲۹) لوگ ایک ایسا زمانہ بھی دیکھیں گے کہ مومن شخص کو غلام سے بھی زیادہ ذلیل سمجھا جائے گا۔

(۳۰) سب سے بڑی تونگری عقل ہے۔

(۳۱) احمق کی صحبت سے بچو کیونکہ وہ تم کو نفع پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے لیکن پہنچ جاتا ہے ضرر۔

(۳۲) جب رزق ملتا ہے تو عقل سے نہیں ملتا بلکہ یہ رزق تقدیر ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

(۳۳) اپنا راز سوائے اپنی ذات کے کسی پر ظاہر نہ کر۔

(۳۴) جب حوادثِ زمانہ انتہا کو پہنچ جاتے ہیں تو اس کے بعد کشادگی جلد آ جاتی ہے۔

(۳۵) جھوٹے سے پرہیز کرو کیونکہ وہ بعید کو قریب اور قریب کو بعید کر دیتا ہے۔

(۳۶) قرآن پر عمل کرو اس لیے کہ عالم وہی شخص ہے جو علم پر عمل بھی کرے اور اپنے عمل کو علم کے مطابق بنائے۔

(۳۷) خوش اخلاقی بہترین دوست ہے۔

(۳۸) عقل وشعور بہترین ساتھی ہے۔

(۳۹) ادب بہترین میراث ہے۔

(۴۰) بغیر طلب کے کچھ دینا سخاوت ہے۔

(۴۱) زیادہ ہوشیاری دراصل بدگمانی ہے۔

(۴۲) محبت دور کے لوگوں کو قریب اور عداوت قریب کے لوگوں کو دور کر دیتی ہے۔

(۴۳) کوئی شخص گناہ کے علاوہ کسی چیز سے خوفزدہ نہ ہو۔

(۴۴) کسی چیز کے سیکھنے میں شرم نہ کرو۔

Marfat.com

(۴۵) صبر اور ایمان کی مثال سر اور جسم جیسی ہے جب صبر جاتا رہتا ہے تو ایمان رخصت ہو جاتا ہے گویا جب سر اڑ گیا تو جسم کی طاقت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔

(۴۶) کامل فقیہہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور لوگوں کو گناہ کرنے کی ڈھیل نہ دے۔

(۴۷) وہ علم نہیں جس کو اچھی طرح سمجھا نہ گیا۔

(۴۸) وہ کام کرو جو بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو اور عمل صالح کرنے میں زیادہ سے زیادہ سعی کرو کیونکہ عمل صالح بغیر تقوٰی قابل قبول نہیں ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جس عمل میں خلوص نہ ہو وہ کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے۔

(۴۹) جب دنیا کسی پر مہربان ہوتی ہے تو دوسروں کی خوبیاں بھی مستعار دیتی ہے اور جب پیٹھ پھیرے تو اس کی اپنی خوبیاں بھی چھین لیتی ہے۔

(۵۰) عالم کو کسی مسئلہ میں دریافت کرنے پر (جب کہ وہ اس نے کما حقہ واقف نہ ہو) یہ کہنے میں شرم نہیں کرنا چاہئے کہ میں اس مسئلہ سے واقف نہیں ہوں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

منقبت حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جن پر نبیؐ ہیں نازاں وہ مرتضےٰ علیؓ ہیں
حق سے ملانے والے ہیں باخدا علیؓ ہیں
جائز ہے وقت مشکل دینا دہائی ان کی
کیونکہ بفضل ربی مشکل کشا علیؓ ہیں
باطل پچھاڑا کس نے خیبر اُکھاڑا کس نے
وہ دین کے محافظ شیرِ خدا علیؓ ہیں
ہے خان نبوی سے ہے خاص رشتہ اُن کا
لَحْمُکَ لَحْمِی جن کو فرما دیا علیؓ ہیں
وَجْہُ اللّٰہ ان کا چہرہ اور ہاتھ ہیں یَدُ اللّٰہ
محبوب و جانشین خیر الوریٰ علیؓ ہیں
ان سے ملی شریعت ہے طریقت وحقیقت
دنیائے معرفت کے فرما روا علیؓ ہیں
سارا زمانہ ان سے کرتا ہے پیار بھیکی
ہو کیوں نہ پیار جب کہ حاجت روا علیؓ ہیں

(سید عبدالرزاق صابری بھیکی)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

قضا اور فیصلے میں لگانا ہے:

علم و فضل

علقمہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے ''مدینہ کے سب سے بڑے قاضی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ عطاء سے دریافت کیا گیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی عالم تھا؟ تو عطا نے کہا ''خدا کی قسم مجھے کوئی ایسا شخص معلوم نہیں۔'' سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی بات ثابت ہو جاتی تو ہم کسی دوسرے کی جانب رجوع نہ کرتے۔

(أسد الغابہ ج ۴ ص ۱۴۰)

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں سب سے زیادہ مہربان ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین الٰہی میں سب سے شدید عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ حیا والے، عثمان اور سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں ایسے کٹھن مسئلے سے کہ اس کا حل ابوالحسن یعنی حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نہ ہو۔

عہد فاروقی میں ایک عورت پیش ہوئی جس کا قصہ یہ تھا کہ وہ جنگل میں جا رہی تھی پیاس سے بیتاب ہو گئی۔ ایک چرواہا اس کو نظر آیا اس نے اس سے پانی مانگا اس بدنیت نے کہا کہ پانی پلاؤں گا اگر تو اپنی جان پر مجھ کو قابو دے گی اس عورت نے مجبور ہو کر اقرار کر لیا اور اس چرواہے نے اس کے ساتھ بدفعلی کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام سے اس عورت کے سنگسار کرنے کے متعلق مشورہ کیا۔ حضرت شیر خدا

Marfat.com

نے فرمایا کہ یہ تو مضطر تھی اس پر حد نہیں ہو سکتی چنانچہ آپ ہی کی رائے بحال رہی اور وہ عورت چھوڑ دی گئی۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر آپ سے فرمایا کرتے تھے کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ مجھ کو تمہارے بعد تک زندہ نہ رکھے۔

علم قرآن کے مضمون میں لگانا ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا اے ابن عباس عشاء کی نماز پڑھ کر تم قبرستان پہنچ جانا چنانچہ میں نے نماز پڑھی اور وہاں پہنچ گیا اس رات چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ فرمایا الحمد کے الف کی تفسیر کیا ہے؟ میں نے کہا مجھے علم نہیں اس کے بارے میں انہوں نے ایک ساعت گفتگو فرمائی۔ پھر فرمایا الحمد کے لام کی تفسیر کیا ہے؟ میں نے کہا مجھے علم نہیں۔ آپ نے اس کے بارے میں ایک پوری ساعت گفتگو فرمائی۔

پھر فرمایا الحمد کی حاء کی تفسیر کیا ہے؟ میں نے کہا مجھے علم نہیں ہے اس کے متعلق ایک پوری ساعت گفتگو فرمائی پھر فرمایا: الحمد کے میم کی تفسیر کیا ہے؟ میں نے کہا مجھے علم نہیں۔ آپ نے اس کی تفسیر میں ایک ساعت گفتگو فرمائی۔ پھر فرمایا: الحمد کے دال کی تفسیر کیا ہے؟ میں نے کہا مجھے علم نہیں ہے آپ نے اس کے بارے میں گفتگو فرمائی۔ یہاں تک کہ صبح کاذب نمودار ہو گئی آپ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما گھر جاؤ اور صبح کی نماز کی تیاری کرو میں وہاں سے اٹھا تو جو کچھ آپ نے فرمایا تھا اسے محفوظ کر چکا تھا پھر میں نے غور کیا تو قرآن پاک کے بارے میں میرا علم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کے سامنے اس طرح تھا جیسے سمندر کے سامنے ایک حوض۔

(قارئین اس بات سے آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم قرآن کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک رات پوری صرف الحمد کی تفسیر میں لگا دی۔)

Marfat.com

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم رسول اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کے علم کے سامنے اور میرا علم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کے سامنے اور میرا علم کیا اور صحابہ کا علم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس طرح ہیں جیسے ایک قطرہ سات سمندروں کے سامنے ہو۔ غور کرو کہ مخلوق کے علوم و معارف میں کتنا فرق ہے۔

(برکات آلِ رسولؐ مصنف علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی مترجم محمد عبدالحکیم شرف قادری ص ۱۳۱۔۱۳۲)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

محبان علی کون

دار قطنی نے مرفوعاً بیان کیا ہے اے ابوالحسن تو اور تیرے محبّ جنت میں ہوں گے اور ایک قوم تیری محبت کا دعوٰی کرے گی اور پھر اسلام کو رسوا کرے گی اور اسے پھینک کر دین سے اس طرح نکل جائے گی جس طرح تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔ یہ بُرے اخلاق والے روافض ہوں گے انہیں پاؤ تو ان سے جنگ کرو کیونکہ یہ مشرک ہیں۔

دار قطنی نے کہا یہ حدیث کثیر اسناد سے ثابت ہے۔ (بحوالہ شرف سادات ص ۳۲۶)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی شرفِ سادات کے ص ۲۰۳ تا ۲۰۵ میں فرماتے ہیں۔ کہ میں نے زمخشری کی تفسیر کشاف میں طویل حدیث دیکھی جسے ان سے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں نقل فرمایا ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔

ترجمہ: جو شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر فوت ہوا وہ شہید فوت ہوا۔

خبردار جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر فوت ہوا وہ بخشا ہوا فوت ہوا۔

خبردار جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر فوت ہوا وہ تائب ہو کر فوت ہوا۔

خبردار جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر فوت ہوا وہ کامل ایمان کے ساتھ مومن فوت ہوا۔

سنو جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر فوت ہوا اسے پہلے ملک الموت اور پھر منکر نکیر جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

سنو جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر فوت ہوا وہ جنت میں اس طرح جائے گا جیسے عروسہ اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے۔

سنو جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر فوت ہوا اس کی قبر میں جنت کے دو

Marfat.com

دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

سنو جو شخص الِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر فوت ہوا وہ اہل سنت والجماعت پر فوت ہوا۔

جان لو جو شخص بغض آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فوت ہوا قیامت کے دن وہ اس طرح آئے گا کہ اس کی پیشانی پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس شدہ تحریر ہوگا۔

جان لو جو شخص بغض آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فوت ہوا وہ کافر مرا۔

خبردار جو شخص بغض آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فوت ہوا وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل وہ لوگ ہیں جو آپؐ کی پرورش میں اور آپؐ منسوب ہیں اور بے شک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعلق آپؐ سے آل کا ہے۔

صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ جب آیت مودت نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ آپؐ کے وہ قرابت دار کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے تو آپؐ نے فرمایا:

عَلِیٌّ وَ فَاطِمَۃُ اَبْنَاَھُمَا   یعنی علی و فاطمہ اور ان کے بیٹے

قارئین اس حدیث میں جو ابھی گزری ہے ایک نقطہ غور طلب ہے یعنی یہ کہ جو آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر مرا وہ اہل سنت والجماعت پر مرا اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ اہل سنت ہی محبِ اہل بیت ہیں دوسرا یہ کہ اہل سنت ہی ناجی فرقہ ہیں۔

اب دوبارہ حدیث کو غور سے پڑھیئے تاکہ وضاحت ہو جائے۔ حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں محبانِ اہل بیت میں زندہ رکھے اور انہی میں موت دے اور کل قیامت کے دن اہل بیت اطہار کا ساتھ اور شفاعت نصیب فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سعد سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا نہ کہنے کی وجہ دریافت کرنا۔

حدیث نمبر ۶۰۹۸ میں ہے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا: تمہیں ابوتراب (یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بُرا کہنے سے کیا چیز مانع ہے؟ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ اپنی کتاب شرح مسلم میں اس حدیث کی شرح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

علماء نے کہا ہے کہ اس قسم کی احادیث کی تاویل کرنا واجب ہے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول میں یہ تصریح نہیں ہے کہ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا کہنے کا حکم دیا تھا بلکہ ان سے بُرا نہ کہنے کا سبب دریافت کیا تھا کہ آیا تم ان کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے بُرا نہیں کہتے یا اس کا کوئی اور سبب ہے اگر تم ان کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے بُرا نہیں کہتے تو تم حق پر ہو اور تمہارا نظریہ درست ہے اور اگر اس کا سبب کوئی اور ہے تو اس کو بیان کرو غالباً حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق اس جماعت سے تھا جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا کہتی تھی اس کے باجود حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا نہیں کہتے تھے اس وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سوال کیا تھا اس حدیث کی دوسری تاویل یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تم حضرت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کو خطاء نہیں کہتے اور لوگوں سے نہیں کہتے کہ ہماری رائے اور اجتہاد صحیح ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے اور اجتہاد غلط تھا۔

(بحوالہ شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی ج ۶ ص ۹۶۴)

Marfat.com

اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زہد و تقویٰ اور ان کے خشوع و خضوع سے آگاہ تھے صرف رائے میں اختلاف تھا ذاتی نہیں یاد رہے کہ مجتہد اگر اجتہاد میں غلطی پر بھی ہو تو اس کے لیے ایک اجر ہے اور یہ بات احادیث و آثار اور اقوال سلف صالحین سے ثابت ہے کہ جو تنازعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ہوا۔ اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطاء پر تھے لیکن ایک اجر کے مستحق ہیں اس لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہا جائے بلکہ سکوت اختیار کرنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا انسائیکلوپیڈیا

امام علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی نادر تصنیف

حُجّۃ اللّٰہ علی العالمین فی معجزات سیّد المرسلین

مترجم
پروفیسر علامہ محمد اعجاز جنجوعہ

اردو ترجمہ کے ساتھ پیش خدمت ہے

خصوصیات

- معجزہ کی حقیقت' معجزاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر انبیائے کرام کے معجزات سے موازنہ
- سیرتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر پہلو میں پوشیدہ معجزات کا ترتیب وار مفصل بیان۔
- فضائل و خصائص مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور احوال سیرت کا عشق افروز تذکرہ۔

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں
ہدیۂ درود و سلام کے موضوع پر
عالمِ اسلام میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب

اہلِ محبت و عشق کے لئے نایاب تحفہ

دلائل الخیرات کی شہرۂ آفاق شرح

مَطالِعُ المَسرّات

از: امام علامہ محمد مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ

کا مستند عام فہم اردو ترجمہ
از: شرف اہلسنت' شیخ الحدیث
علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

خصوصیات

- قرآن مجید' احادیث اور اسلاف کی روایات کی روشنی میں درود و سلام کے بے شمار فضائل اور فوائد و ثمرات کا حسین و دلکش بیان۔
- قرآن و حدیث کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کے تعلق پر مدلل بحث۔
- اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) اسمائے حسنیٰ کے فوائد و خواص کا بیان۔

تصوف و معرفت پر حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شاہکار تصنیف

فتوح الغیب کی فارسی شرح

از: سند المحدثین امام المحققین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

"مظہر لاریب" کا اردو ترجمہ

از: حضرت علامہ محمد منشا تابش قصوری

طریقت و روحانیت پر سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے 78 مواعظ عالیہ کا
بے مثال مجموعہ

خصوصیات

- قضا و قدر، فنا و بقاء اور زہد و تقویٰ پر محققانہ گفتگو۔
- سلوک و تصوف، طریقت و روحانیت کو قرآن و سنت کے دلائل کے ساتھ بیان۔
- مجاہدہ اور ریاضت، صفائے قلب و باطن کے طریقے۔
- صدق و اخلاص، ورع، صبر، رضا اور شکر کا بیان، نفس اور خواہش نفس کی مخالفت۔

خلافت و دولتِ اسلامیہ کی پہلی نو صدیوں کی تاریخ پر
مولانا جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی مایۂ ناز تصنیف

تاریخ الخلفاء کا اردو ترجمہ محبوب العلماء

از: حضرت علامہ مولانا محمد بشیر صدیقی

اہم خصوصیات

- خلفائے راشدین، سلطنتِ بنو امیہ و بنو عباس کے احوال پر جامع تاریخ۔
- خلفاء و سلاطین کی سیرت و کردار اور امتیازات کا مفصل اور جامع بیان۔
- خلفاء و سلاطین کے عہد کی فتوحات اور اہم واقعات کا سال بہ سال تذکرہ۔

Marfat.com